جلد: ۳۳ | ۳۰ صفر تا ۶ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ دسمبر ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۴۸

قرآن کریم کی عظمت اور اس کا پیغام

موبائل فون کے ضروری احکام

سیکولر طبقے کی فاشسٹ کارروائیاں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

کاروبار میں شراکت داری اور دیگر معاملات

حافظ محمد عابد

س:...... میں اور میرے ایک چھوٹے بھائی کی شراکت میں ایک جیولر شاپ میں سونے اور چاندی کا کاروبار گزشتہ ۲۰ سال سے چل رہا ہے اور یہ شراکت میرے والد صاحب نے جب وہ حیات تھے اس وقت دکان اور مال میں بقدر حصہ ۶۰ فیصد اور ۴۰ فیصد چھوٹے بھائی کے کرائی تھی، کیونکہ میرے چھوٹے بھائی ذہنی مریض ہیں، لہٰذا والد صاحب نے کاروبار سنبھالنے کی مکمل ذمہ داری میرے سپرد کردی تھی، میرے ان چھوٹے بھائی نے جو شادی شدہ تھے اور تین لڑکے اور دو لڑکیاں بھی ان سے ہیں، والد صاحب کے انتقال کے ۶ سال بعد اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ یہ پانچوں بچے کیونکہ کمسن تھے، لہٰذا وہ اپنی مطلقہ ماں کے ساتھ رہے ان کی کفالت کے لئے ماہانہ کچھ رقم انہیں دی جاتی رہی۔ اب وہ بچے جوان ہیں اور ان کا گزارا ان کی اپنی معاش (کمائی) سے کچھ عرصہ سے ہو رہا ہے کہ میں نے بھی اب انہیں ماہانہ خرچ دینا بوجہ چند تنازعات کے بند کردیا ہے، لیکن میں اپنے والد صاحب مرحوم کی جانب سے طے کردہ حصے کی پاسبانی کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا ملتمس ہوں کہ میری از روئے شرع رہنمائی فرمائی جائے کہ میں ان کا حق کس طرح ادا کرسکوں؟

ج:...... آپ کے والد مرحوم نے جو آپ دونوں کے درمیان شراکت داری قائم کی تھی، اس حساب سے آپ کو یہ معاملہ طے کرنا ہوگا۔

س:...... زکوٰۃ کی ادائیگی کا ان کی جانب سے اور میری جانب سے طریقہ کار کیا ہو؟

ج:...... آپ اپنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرنے کے پابند ہوں گے اور اپنے بھائی کے حصہ کی بھی زکوٰۃ ان کی اجازت سے ادا کرسکتے ہیں، گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کریں۔

س:...... میرے ان بھائی کے حصے میں آئی ہوئی رقم یا کاروبار سے تعلق کا کیا ہو؟

ج:...... آپ کے بھائی کا جو ۴۰ فیصد حصہ ہے، اس پر جو بھی منافع ہوتا ہے وہ ان کو ملنا چاہئے۔ اگر آپ نے ان کو اس حساب سے کم دیا ہے تو آپ کے ذمہ بقایا ادا کرنا قرض کے طور پر واجب ہے۔ گزشتہ تمام سالوں کا حساب کرکے ادا کرنا ہوگا۔

س:...... میرے ان بھائی کا ترکہ میں مکان میں ۱/۶ حصہ بھی ہے اور وہ بھی اسی جگہ قیام پذیر ہیں، اس موروثی مکان میں اور بھی ہماری فیملی کے (رشتہ دار) بھی رہتے ہیں، اس کی تقسیم کیسے ہو؟

ج:...... مکان میں جو ان کا حصہ ہے اس کی مالیت کے حساب سے رقم ان کو دے دی جائے اگر وہ الگ ہونا چاہتے ہیں اس مکان سے، اور اگر وہ اپنے حصے میں رہنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو نکالا نہیں جاسکتا۔

س:...... یقیناً میرے ان بھائی کی ہمدردیاں (خیر خواہی) اپنی جوان اولادوں سے ہوں گی اور ان کے معاملات کو سلجھانے اور سمیٹنے اور نبھانے کے لئے ہمیں ہی حصہ لینا ہوگا، لہٰذا رہنمائی فرمایئے کہ ہمیں ان کے اور ان کی اولادوں کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

ج:...... اگر ان کی تمام اولاد عاقل بالغ ہے تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے والد کی دیکھ بھال کریں، جب تک وہ حیات ہیں مرنے کے بعد ان کے ترکہ اور جائیداد کو ان کی اولاد کے درمیان تقسیم کیا جائے گا، زندگی میں ماں باپ کی جائیداد کو ان کی اولاد کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ زندگی میں ماں باپ کی جائیداد وغیرہ میں بالغ اولاد کا کوئی حق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ زبردستی ان سے وصول کرسکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۳۰ر صفر المظفر تا ۸ر ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۴ء — شمارہ:۴۸

اس شمارے میں!

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

خوش آئند اقدام!

الحمد للّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حق و باطل اور خیر و شر کا تقابل، تضاد و تصادم روزِ ازل سے چلا آرہا ہے۔ ہر رخ کے پیروکار اپنے اپنے رخ پر لگاتار مصروفِ عمل چلے آرہے ہیں۔ ایک طرف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کے لئے آتے تھے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دور کرنے اور ہٹانے والے کفار بھی رہے ہیں۔ ایک طرف حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے خلفاء راشدین اور اُن کے متبعین تھے تو دوسری طرف ابولہب، ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور ان کے نائبین بھی رہے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ اس وقت بے دین، بددین، ملحدین، مغربی تہذیب کے دل دادہ، کفار کے اشارۂ ابرو پر ناچنے والے شر پسند عناصر سب متحد و منظم ہو چکے ہیں اور اپنے مغربی ایجنڈے کو پاکستانی قوم پر مسلط کرنے کی تگ و دو اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف منبع خیر دینی، سیاسی و مذہبی جماعتیں اور تنظیمیں بکھری ہوئی اور الگ الگ راستوں اور شاہراہوں پر چل رہی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح تو کوئی بھی جماعت یا تنظیم انفرادی طور پر منزل مقصود نہیں پاسکتی تھی، کیونکہ منظم شر کا مقابلہ منظم خیر سے ہی ہوسکتا ہے۔ علمائے کرام کے ہاتھ میں قرآن کریم اور سنت رسول اللہؐ ہے اور مقابل میں مغربی تہذیب ہے جو سراسر جہل اور ہوا و ہوس پر مبنی ہے۔

کسی جماعت یا اتحاد کی دنیوی ترقی اور کامیابی کے لئے جو امور سنہری اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کا لحاظ رکھنا بہت اہم اور ضروری ہے، مثلاً:

۱:...... ماضی سے ربط ہو، تاکہ تاریخی وابستگی کی وجہ سے ہمارا قومی تشخص اور ملی جذبہ دونوں زندہ رہیں۔ یعنی کتاب و سنت پر سختی سے عمل ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو قرآن کریم کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی منشأ اور مراد کو پورا کرنے والی جماعت ہے، ان کے نقش قدم کی پیروی ہو، اپنے اسلاف اور اکابر کی تاریخ کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ! نہ صرف یہ کہ دنیا میں کامیابی و کامرانی ملے گی، بلکہ اس سے آخرت بھی سنورے گی۔

۲:...... بحیثیت جماعت سب کی فکر اور عمل ایک ہو، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا'' جب سب کی فکر ایک ہوگی، سب کا عمل ایک ہوگا تو اس سے جماعتی قوت مضبوط ہوگی، اس سے نتائج اور مقاصد تک پہنچنے میں بہت مدد ملے گی اور منزل قریب سے قریب تر ہوتی نظر آئے گی، خدانخواستہ اگر اب بھی اپنی اپنی آراء پر اصرار و جمود رہا اور اپنی اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے اور اڑے رہے تو ایسی صورت میں ماضی کی طرح ہماری حقیقی قوت پارہ پارہ ہوکر خلفشار کی نذر ہو جائے گی۔

۳:...... اس اتحاد اور یکجہتی کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے ظاہری و باطنی اسبابِ قوت کی فراہمی بھی ضروری ہے، مثلاً: ظاہری و باطنی قوت کے اسباب میں سے ہے کہ ہر جماعت اپنے اپنے جماعتی کارکنوں کو تعلیم (خواہ وہ دینی ہو یا عصری) واخلاق، دعا و تضرع اور چھوٹے بڑے کی تمیز و تعظیم کے اسلحہ سے ضرور لیس کرے۔ جب ہر جماعت کے کارکنان تعلیم یافتہ، مہذب، باادب، بااخلاق اور تربیت یافتہ اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور منوانے والے ہوں گے تو یہ کارکن مستقبل میں مسلم معاشرہ کی صحیح معنوں میں راہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں گے اور علمی و عملی میدان میں کوئی خلا باقی نہ رہے گا۔

۴:......جہد مسلسل یعنی دین و دنیا کے مقاصد کے حصول کے لئے مسلسل و لگا تار سعی و عمل کرنا، کیونکہ انسان کے لئے دونوں جہانوں میں جو کچھ ملتا ہے وہ سعی و عمل سے ملتا ہے اور جو محنت و کوشش کرتا ہے، وہ ضرور اس کا ثمرہ و نتیجہ پاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کی جائے کہ دنیا کا حصول بقدر ضرورت ہو، اس لئے کہ جب ایک مسلمان دنیا سے حد سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کی ساری محنت اور تگ و دو اسی کے لئے ہوتی ہے، رفتہ رفتہ دین میں کمزوری آنا شروع ہو جاتی ہے، پھر جائز و ناجائز، صحیح و غلط کے امتیاز میں غفلت اور سستی در آتی ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے، وہ موت کو بھول کر غافلوں کی طرح زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی پھر ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر مقدم رکھتا ہے، اپنے اجتماعی تحفظ کو ذاتی تحفظ پر قربان کر دیتا ہے اور آخرت کی جزا و سزا سے تغافل برتنا شروع کر دیتا ہے۔ جس قوم کے افراد ایسے ہو جائیں تو پھر وہ قوم بحیثیت قوم فاتح اور غالب ہونے کی بجائے مفتوح اور مغلوب ہو جاتی ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے اور دنیا کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ موجودہ دور میں حقیقتاً صرف دو ہی مذہب ہیں: ۱:......اسلام۔ ۲:......مغربیت۔ باقی یہودیت، نصرانیت، ہندو اور سکھ وغیرہ اب مذہب نہیں رہے، بلکہ وہ قومیتیں ہیں، کیونکہ مذہب لائحہ عمل اور مخصوص تہذیب و تمدن کا نام ہے، جس پر زندگی گامزن ہے، اس لحاظ سے دنیا میں اسلام اور مغربیت عمل کی دو شاہراہیں ہیں۔ پہلی شاہراہ حق اور دوسری شاہراہ باطل یا پہلی شاہراہ خیر اور دوسری شر ہے اور دونوں میں ٹکراؤ اور مقابلہ ہے۔ مغربیت کی پشت پر سیاست، دولت اور مضبوط پروپیگنڈہ ہے اور اسلام کی پشت پر چند غریب دین دار اور بے سرو سامان علمائے کرام ہیں۔

ہر باشعور آدمی جانتا ہے کہ صرف مسلمان ہی نہیں، بلکہ انسانیت کی اصلاح و فلاح صرف اور صرف قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور قرآن و سنت کے صحیح ترجمان اور راہنمائی کرنے والے علماء کرام ہیں۔ اس لحاظ سے اگر پوری ملت اسلامیہ کو ایک شخصیت کا وجود تصور کیا جائے تو علمائے کرام اس کا دل کہلائیں گے۔ جس طرح شخصی زندگی کے فرائض دل ادا کرتا ہے، اسی طرح پوری ملت کے متعلق فرائض بھی علمائے دین کے ذمہ ہیں، چاہے اس حقیقت کو کوئی مانے یا نہ مانے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

۱:......''ألا و إن في الجسد مضغةً إذا صلحت، صلح الجسد كله و إذا فسدت، فسد الجسد كله ألا وهي القلب۔'' (صحیح البخاری، باب فضل من استبرأ لدینه، جلد:۱، ص:۲۰، ط: دار طوق النجاۃ)

ترجمہ: ''خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہے، جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو پورا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔''

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''يد الله على الجماعة۔'' (سنن النسائی، ج:۷، ص:۹۲، ط: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔''

جس طرح جسم کے فساد و اصلاح کا دار و مدار دل پر ہے، اسی طرح فسادِ ملت اور اصلاحِ ملت کا دار و مدار علمائے کرام ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں علمائے کرام کے لئے بے شمار فضائل، اعزازات، مراتب و مقامات اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ علماء کرام متحد ہوں اور عوام پر ان کا اثر ہو، کیونکہ قوت اتحاد اور ضعف انتشار سے منسلک ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

۱:...''وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔'' (الانفال:۴۶)

ترجمہ: ''اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو، پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا اور صبر کرو، بے شک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے۔''

۲:...’’یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔‘‘(آل عمران:۲۰۰)

’’اے ایمان والو!صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے، تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔‘‘

اسی بات کا پاس اور لحاظ رکھتے ہوئے دیوبند مکتب فکر سے تعلق رکھنے والی تمام دینی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کے سربراہوں اور قائدین کی مشاورت سے حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری کی میزبانی میں ۱۸؍نومبر ۲۰۱۴ء کو اسلام آباد کے مقامی ہوٹل میں اجلاس رکھا گیا اور تمام جماعتوں کے سربراہوں کو اس میں مدعو کیا گیا۔ اس اجلاس میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس و شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ کو بھی دعوت دی گئی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب چونکہ بیرون ملک سفر پر تھے، آپ کی نیابت آپ کے بڑے صاحبزادے اور جامعہ کے استاذ حضرت مولانا سعید خان اسکندر صاحب نے کی۔ ان کے علاوہ اس اجلاس میں جن اہم شخصیات نے شرکت کی، وہ درج ذیل ہیں: جے یو آئی (ف) کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمن، جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق، اہل سنت والجماعت کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، وفاق المدارس العربیہ کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، مولانا خواجہ خلیل احمد، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری، سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد، پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی، مجلس احرار اسلام کے سید کفیل شاہ بخاری، روزنامہ اسلام کے چیف ایڈیٹر مفتی زرین خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا، دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے مہتمم مولانا اشرف علی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، جمعیت علماء اسلام آزاد جموں وکشمیر کے امیر مولانا سعید یوسف، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا مسعود الرحمن عثمانی، مولانا محمد امین ربانی، مولانا نذیر فاروقی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا عمر قریشی، مولانا منیر احمد اختر، پیر عزیز الرحمن ہزاروی، قاضی مشتاق، قاضی ارشد الحسینی، مولانا عبدالعزیز اور دیگر جید علماء و قائدین۔

اس اجلاس کی صدارت قائد احرار حضرت مولانا عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری نے کی۔ اجلاس میں بحث وتمحیص کے بعد آٹھ نکاتی ایجنڈا بھی پاس کیا گیا جو مستقبل میں تمام جماعتوں کے لئے نکتۂ وحدت رہے گا:

۱:...... پاکستان کے اسلامی تشخص کا تحفظ اور اسلامی نظام کا نفاذ۔

۲:...... قومی خودمختاری اور ملکی سالمیت و وحدت کا تحفظ، امریکہ اور دیگر طاغوتی قوتوں کے سیاسی اور معاشی غلبہ و تسلط سے نجات۔

۳:...... ۱۹۷۳ء کے دستور بالخصوص اسلامی نکات کی عملداری۔

۴:...... تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت کے قوانین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کی جدوجہد۔

۵:...... مقام اہل بیت عظامؓ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تحفظ۔

۶:...... قومی تعلیمی نظام و نصاب میں غیرملکی کلچر کے فروغ کی مذمت اور روک تھام۔

۷:...... فحاشی و عریانی کی روک تھام۔

۸:...... ملک کو فرقہ وارانہ نفرت انگیزی اور شیعہ سنی اختلافات کو فسادات کی صورت اختیار کرنے سے روکنا اس اتحاد کے مقاصد میں شامل ہے۔

اجلاس کی پہلی نشست میں ایجنڈے کے ساتھ ساتھ شرکاء اجلاس نے اس کارِ خیر پر مجلس احرار اسلام اور قائد احرار حضرت مولانا عطاء المؤمن شاہ بخاری صاحب کی نہ صرف تحسین کی، بلکہ اس اجلاس بلانے پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اتحاد کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا۔ پہلی نشست میں مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا عبدالرؤف، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کے تفصیلی بیانات ہوئے، جبکہ قائد احرار امیر شریعت حضرت مولانا حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری صاحب نے اجلاس کے آغاز میں خطبۂ استقبالیہ دیا۔ تقریباً تمام زعماء نے اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ نیز ملک کی مذہبی، فکری، معاشی اور سیاسی حالات کی

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

قرآن کریم کی عظمت اوراس کا پیغام!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۲۶ رنومبر ۲۰۱۳ء کو مدرسہ عائشہ صدیقہ سیالکوٹ میں بیان فرمایا، جسے جناب اویس احمد فاروقی صاحب نے قلم بند کیا۔ افادۂ عام کے لئے نذر قارئین ہے۔

سیالکوٹ میں داخل ہونے کے بعد اس مجلس کا اشتہار نظر پڑا، اس میں جو عنوان برخورداروں نے دیا ہوا ہے وہ ہے پیغام قرآن۔ یعنی کہ اس جلسہ کا عنوان انہوں نے متعین کیا ہے قرآن کا پیغام۔ قرآن کریم کیا پیغام دیتا ہے، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کیونکہ میں معذرت ہی کر رہا تھا کیونکہ طبیعت بھی ٹھیک نہیں اس لئے جو اللہ توفیق دے گا اسی عنوان کے مطابق ہی دو چار باتیں عرض کردوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، یہ کتاب جیسی لوح محفوظ میں تھی ویسی ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کی وساطت سے خیر الرسل، افضل الرسل، اشرف الکائنات، اشرف المخلوقات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے، یہ کتاب بھی سب کتابوں سے افضل اور قرآن میں خود آیا ہے کہ اسے رمضان المبارک میں اتارا تو رمضان سب مہینوں سے افضل، مکہ مکرمہ (هذا البلد الامین) دنیا کے تمام شہروں میں سے مکہ افضل اور کچھ حصہ مدینہ منورہ میں اترا، جیسے کہ آپ سورتیں پڑھتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض سورتوں کے شروع میں مکیہ لکھا ہوتا ہے اور بعض کے مدنیہ۔ جو ہجرت سے پہلے قرآن اترا ہے وہ مکی سورتیں ہیں اور ہجرت کے بعد والی مدنی۔ دو حصوں میں ہے قرآن پاک۔ قرآن کا تعارف اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ کی پہلی آیت میں خود ان الفاظ کے ساتھ کروایا ہے، (ذلک الکتاب لا ریب فیہ) یہ کتاب ایسی ہے کہ جس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں، کہ بلاشبہ اور یقینی طور پر یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے، پہلی آیت میں ہی اللہ کی طرف سے یہ دعویٰ موجود ہے۔

مگر جب یہ بات سنتے ہیں تو ایک سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ کروڑہا انسان اس کو اللہ کی جانب سے ہونے میں شک کرتے ہیں، اس بات کو ماننے کے لئے تو کوئی لوگ تیار نہیں ہیں، تو یہ بات پھر کیسے کہی جا سکتی ہے کہ اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں، بے شک یہ اللہ کی جانب سے ہے، ہم نے اپنے اساتذہ سے سنا کہ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس کی خود ہی وضاحت فرمائی ہے۔ تمہیداً پہلی بات تو یہ ہے کہ بسا اوقات بات غلط ہوتی ہے اور انسان کا دماغ صحیح ہوتا ہے، انسان کا دماغ غلط بات کو قبول نہیں کرتا، وہ کہتا ہے میں اس کو قبول نہیں کرتا عقل صحیح ہوتی ہے اور بات غلط، مثلاً عام سمجھانے کے لئے بات کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ دو دونی پانچ، تو جو عقل والا انسان ہے وہ کہے گا کہ یہ بات تو میری سمجھ میں نہیں آتی، تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دو دونی چار اور اگلا بندہ کہے کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی، تو بات صحیح ہے اور عقل خراب، یہ دو باتیں ہیں۔

دوسری بات ایک نلکی اور ایک ڈنڈا ہو تو اگر ڈنڈا سیدھا ہے اور نلکی ٹیڑھی تب ڈنڈا اندر نہیں جائے گا، اور اگر ڈنڈا ٹیڑھا ہو اور نلکی سیدھی پھر بھی ڈنڈا اندر نہیں جائے گا، یہ فٹ تب ہی آئے گا جب دونوں چیزیں سیدھی ہوں گی۔ ایسے ہی عقل سیدھی ہو اور بات بھی سیدھی ہو تو بات سمجھ میں آتی ہے بعد ازاں یا تو بات غلط ہے یا پھر بات سمجھنے والے کی عقل خراب ہے، یہاں کیا بات ہے، ہم کہتے ہیں یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے تو ایک آدمی کہتا ہے کی یہ بات میری سمجھ میں نہیں تی، تو اللہ تعالیٰ نے بہت فکری اور بہت آسان انداز میں اس بات کو سمجھایا ہے، اسی آیت سے تین چار آیتیں چھوڑ کر ایک آیت ہے (ان کنتم فی ریب) اگر تم شک میں ہو کہ یہ بات سمجھ نہیں آتی اگر تم کو شک ہے، تردد ہے تو ہم تم کو ایک طریقہ بتاتے ہیں کہ اس طریقے سے سوچو تو تمہاری سمجھ میں آ جائے گی بات، طریقہ کیا بتایا، کہ جو کچھ یہ کائنات میں موجود ہے، اوپر نیچے، بہت ساری چیزیں ہیں یہ دو قسم کی ہیں، ایک قسم وہ ہے جس کو انسان نے اپنی عقل اور اپنے فن کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، انسان کی بنائی ہوئی کوئی بھی چیز ہو کسی بھی قسم کی، اس کی نقل اتاری جا سکتی ہے، کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جیسی چیز میں نے بنائی ہے ویسی کوئی نہیں بنا سکتا، اگر کوئی کمپنی کار بناتی ہے تو دوسری کمپنی اس سے بہتر کار بنا کر

مارکیٹ میں لے آتی ہے، اگر جنگی سامان کوئی ملک بناتا ہے تو اگلے دن کوئی اور ملک اس سے بہتر سامان بنالیتا ہے، کپڑا ہو یا کھانے پینے کی اشیاء حتیٰ کہ تمام ضروریات زندگی کی نقل تیار ہوتی ہے اور کی جارہی ہے، اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری بنائی ہوئی چیز سب سے بہتر ہے اور آخری حد ہے اس سے بہتر کوئی نہیں بنا سکتا، میرے خیال میں آپ ان الفاظات سے انسان کی بنائی ہوئی چیز کی وقعت سمجھ گئے ہوں گے بعض چیزیں ایسی بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جن کو انسان نے نہ تو بنایا اور نہ ہی بنانے میں انسان کی کوئی سند ہے، سورج اللہ نے براہ راست بنایا ہے اس میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں، سمندر بنایا، زمین بنائی، آسمان بنایا، ستاروں کا نظام قائم کیا، یہ چیزیں ایسی ہیں جن میں انسان کی سند کوئی نہیں ہے، تو آپ دیکھ لیں جب سے کائنات بنی ہے اور جب تک قائم رہے گی، اس وقت تک انشاء اللہ کوئی اس کی مثال تیار نہیں کر پائے گا، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم سورج کے جیسا کوئی سورج بنا سکیں، اس کائنات پر نظر دوڑانے کے بعد یہ دو باتیں صاف ستھری ہو کر سامنے آجاتی ہیں کہ جو چیز براہ راست اللہ کی بنائی ہوئی ہے انسان اس کی نقل نہیں اتار سکتا، اور جس کے بنانے میں انسان کی عقل، انسان کا فن، انسان کی محنت استعمال ہو اس کی نقل تیار کی جاسکتی ہے اور بہتر تیار کی جاسکتی ہے، یہ اصول ہی اللہ نے ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب میں کہا ہے (ان کنتم فی ریب) کہ بات بلاشبہ صحیح ہے مگر اگر تم شک میں ہو، اگر تمھارے دماغ میں خلل ہے تو آؤ۔

اس جیسی کوئی ایک سورت بنا کر دکھاؤ، اور صرف تم نہیں (وادعوا شھداء کم) اپنے سارے جتنے معبود تم نے بنا رکھے ہیں، ان کو بھی ساتھ ملا لو، بلکہ اللہ چیلنج کر رہا ہے کہ تمام انسان و جن بھی مل جائیں قرآن کا مثل نہیں بنا سکتے، اللہ نے چیلنج کیا کہ کوئی بھی اس کی مثل نہیں لاسکتا اور ۱۴۳۱ سو سال سے دیا ہے اور قرآن میں یہ چیلنج چار جگہ ہے، اور کائنات کا کوئی گوشہ خالی نہیں کہ جہاں اس چیلنج کی آواز نہ پہنچی ہو، آج ٹی وی، انٹرنیٹ، نشر و اشاعت کے دور میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں یہ آواز نہ پہنچی ہو، ۱۴ سو سال سے ہر باطل فرقہ یہ چیلنج سن رہا ہے مگر آج تک کوئی ایسا نہیں جس نے اٹھ کر کہا ہو کہ میں نے قرآن کے جیسی کتاب بنائی ہے، اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں، اس بات کو سمجھنے کے بعد یہ بات عیاں ہو گئی کہ (ذالک الکتاب لا فی ریب) کہ اس کتاب کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور اگر شک ہے تو وہ تمہاری عقل کا فتور ہے تمہاری عقل خراب ہے۔

ایک تو یہ بات ہو گئی کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے باقی اللہ نے اس کتاب کو اتارا جس کے بہت سے پہلو ہیں جن کو اس مختصر سے وقت میں سمایا نہیں جاسکتا، جو آیت میں نے پڑھی اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے خطاب فرمایا ہے کہ (یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ ....) پہلا لفظ مواعظہ استعمال کیا، دوسرا شفاء، تیسرا لفظ ہدایت استعمال کیا اور چوتھا لفظ رحمت کہ یہ کتاب جو تم تک آئی اس میں وعظ ہے، شفاء ہے ہدایت ہے اور رحمت ہے، اور یہ کتاب جو تم کو ملی ہے اللہ کے فضل و کرم سے ملی ہے، اللہ قرآن میں خود کہتا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو لوگوں کو کہ اس پر خوشیاں منائیں۔ لیکن دوسری طرف اللہ کہہ رہا ہے کہ اس پر اتنا خوش نہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس طرح خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا، اب ان دونوں باتوں کے فرق کو سمجھنے کے لئے پوری بات سمجھنی پڑے گی، پہلی بات مومنین کے لئے ہے مگر دوسری بات جو ہے اس کا مقابل قارون ہے، جس طرح سے ماضی کی بہت سی باتیں بطور محاورہ چل پڑتی ہیں۔ جیسے کہ فرعون ہے، فرعون کا لفظ متکبر کے طور پر آ گیا کہ تو بڑا فرعون بن رہا ہے، یا اس کے لہجے میں بڑی فرعونیت ہے، یعنی کہ یہ عنوان ہے متکبر ہونے کا، فلاں شخص بڑا حسین ہے اس کے پاس حسن یوسفی ہے، کہ یوسف کی مثال حسن پہ ہے، جھوٹ موٹ جیسے تیسے بھی ہے رستم ایک بہادری کا نشان بنا دیا، ہے جھوٹ حالانکہ جس نے رستم کو چت کیا تھا اس کا نام نہیں جانتے لوگ، پروپیگنڈا نے رستم کو دنیا کا بہادر انسان بنا دیا ہے کہ رستم جیسا بہادر کوئی نہیں اب زیادہ سے زیادہ کسی کو خطاب دیا جائے گا تو یہ رستم پاکستان ہے، رستم ہند ہے، رستم عالم ہے خاص طور پر پہلوانوں میں کہ غلام محمد گاما کو رستم عالم کا خطاب دیا گیا تھا، لیکن جس نے رستم کو چت کیا تھا اس کو کوئی جانتا نہیں، رستم کو چت کرنے والے خالدؓ بن ولید ہیں مشکوٰۃ شریف میں باب الکتاب الکفار میں کافروں کے نام خط کیسے لکھا جاتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف خطوط کے نمونے ہیں اس میں، وہیں پر حضرت خالدؓ بن ولید کا خط بھی ہے جو انہوں نے رستم اور مہران کو لکھے تھے: (من عبداللہ خالد الیٰ رستم و مھران) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خط لکھتے تھے، آگے وہی بات اسلم تسلم کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بچ جاؤ گے، اور اگر یہ منظور نہیں تو ہمارے تابع ہو جاؤ ذمی بن جاؤ، جزیہ دو، میں کہا کرتا ہوں کہ اگلی بات خالدؓ بن ولید نے جو کہی ہے اس کا انداز یہ تھا کہ ان دونوں باتوں میں ہی تمہارے لئے خیر ہے، نہیں تو مارے جاؤ گے، کیونکہ جان لو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جن کو موت کے ساتھ ایسا عشق ہے جیسا تم کو شراب سے ہے، لیکن ان کی سمجھ میں بات نہیں آئی اور رستم بھی مارا گیا اور مہران بھی، میں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کی بات سناتا ہوں تو ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں، کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے روم و فارس کے بادشاہوں کو خط لکھے اور روم تو فارس کو شکست دے کر سپر پاور بنا تھا جیسے کہ آج امریکہ بنا ہوا ہے، تو اس خط میں اللہ کے نبی نے جو پہلا لفظ لکھا وہ تھا اسلم تسلم کہ ایمان لے آؤ تو امان میں آ جاؤ گے، میں کہتا ہوں کہ آج ہم دیواروں پر لگے اشتہارات میں دیکھتے ہیں یا تقریروں میں کہتے ہیں کہ مدارس اسلام کے قلعے ہیں، میں پوچھتا ہوں قلعہ تو اسے کہتے ہیں جہاں انسان دشمن سے پناہ لینے کے لئے چھپتا ہے، علماء کی زبان پر جو جملہ ہے وہ بھی ایک لحاظ سے ٹھیک ہی ہے کہ ہم نے اسلام کو اپنی زندگیوں سے نکال دیا، عدالتوں سے نکال دیا، ایوانوں سے نکال دیا، اب اگر اسلام نے پناہ لی ہوئی ہے تو مدارس ہیں بس لیکن اس جملے میں ایک شق ہے جو ظاہری اعتبار سے آپ دیکھ رہے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر غور کرو تو سمجھ آئے گی کہ اسلم تسلم کہ اسلام کو بچایا نہیں جاتا اسلام لوگوں کو بچاتا ہے، اسلام کو بچانے کی ضرورت نہیں وہ بچا بچایا ہے، ایک قوم چھوڑتی ہے تو دوسری پکڑ لیتی ہے آپ بے قدری کرو گے تو اللہ کسی اور کو لے آئے گا، اس نے تو رہنا ہی ہے، اللہ نے اس کی حفاظت کرنی ہے اور جو اس سے جڑ جائے گا وہ بچ جائے گا، آج ہم ذلیل ہی اسی لئے ہو رہے ہیں کہ ہم نے اسے چھوڑ دیا، اور اگر آج بھی مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں تو ان کے مقابلے کا کوئی نہیں، آپ نے دیکھ تو لیا ہے کہ بڑے بڑے اسلحہ والے جو کہتے تھے کہ ہمارے پاس اتنا اسلحہ ہے کہ ہم دنیا کو ۱۳۰ بار تباہ کر سکتے ہیں ان کا افغانستان میں کیا حال ہوا؟ جس پر منہ پھلاتا ہوا آیا تھا۔ میں نے فیصل آباد جلسہ میں کہا تھا کہ ریچھ آیا تھا تو اپنی کمر تڑوا کے گیا اب یہ بندر آیا ہے تو اپنی دم کٹوا کے جائے گا، دیکھ لیا ان درویش منشوں کے پاس کیا تھا سوائے اسلام کے، در حقیقت کی بات آ گئی تو بات ادھر ہو گئی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ قارون سرمایہ کار کی علامت بن چکا کیونکہ قارون کے سرمایہ کا ذکر اللہ نے خود قرآن میں فرمایا ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سمجھایا تھا تو یہ آیت اس بات کو پیش کرتی ہے کہ اس پر اتنا خوش نہ ہو اللہ زیادہ خوش ہونے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اب آپ تقابل کریں کہ کہاں قارون کے خزانے اور کہاں یہ اللہ کی کتاب، قارون کے جیسے خزانے رکھنے والوں کی خوشی اللہ پسند نہیں کرتا اور ادھر مومنین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ کے فضل پر خوشیاں مناؤ، یہ ہے قرآن مجید کی صداقت اور پیغام، قرآن کا پیغام تو یہی ہے کہ یہ مواعظ ہے، شفاء ہے، ہدایت ہے اور رحمت ہے مگر ایک بات اور یاد رکھیں کہ اللہ نے قرآن کریم کو کتابی شکل میں بیت اللہ کی چھت پر نہیں اتارا کہ جاؤ اس کو گھر لے جاؤ، پڑھو اور عمل کرو، یہی تمہارے لئے ہدایت ہے، اللہ نے قرآن ایسے نہیں اتارا کہ تم خود مطالعہ کرو اور اس پر عمل کرو یہ قرآن کریم کے اترنے کی شان کے خلاف ہے، یہ سوچیں کہ قرآن براہ راست انسانوں کے پاس نہیں آیا، بلکہ اللہ نے قرآن بھیجا تو ساتھ پڑھانے والا بھی بھیجا ہے، جتنا اترتا جاتا تھا وہ فعلاً بھی سمجھاتے تھے اور قولاً بھی سمجھاتے تھے، اقیموا الصلوٰۃ کا حکم آیا قرآن کے اندر تو معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر سکھائی، زکوٰۃ کا حکم آیا تو بتایا کہ کس نے دینی ہے، کس کو دینی ہے، کتنی دینی ہے اور کب دینی ہے، تو ثابت یہ ہوا کہ کتاب اس کی معلم بھی اس نے بھیجا تو قانون یہ بنتا ہے کہ جو اس معلم کے طریقے پر رہ کر کتاب کو لے گا وہ ہی ہدایت یافتہ ہو گا، اور کوئی یہ کہے کہ میں اس کا ترجمہ جانتا ہوں اور میں خود سمجھوں گا اور خود عمل کروں گا تو یہ بات سچی نہیں ہے، قرآن کریم اترا ہے عربی میں اور جن میں اترا وہ سارے کے سارے افصل البلغ، افصل الناطق کہ جن کی عربی ایسی تھی کہ باقی دنیا کو وہ اپنے سامنے ہیچ اور دنیا والوں کو گونگا سمجھتے تھے، اتنے اچھے شاعر اور خطیب لیکن اگر صرف الفاظ کا ترجمہ جان لینے سے ہدایت نصیب میں ہوتی تو کیا عربوں کو کسی استاد کی ضرورت تھی، کون تھا جو اس کا مطلب یا مفہوم نہ سمجھتا ہو، بلکہ آپ زمانہ جاہلیت کے قصیدے پڑھیں، ہم مدارس میں اپنے طالب علموں کو پڑھاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ عربی گرامر کی انتہا کے الفاظ کا چناؤ اور پھر قرآن تو اس کے مقابلے میں بہت آسان گرامر میں نازل ہوا ہے، تو استاد کی ضرورت کیوں پیش آئی تو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں خود مطالعہ کر کے عمل کروں گا تو یہ فطرت کے خلاف ہے، سمجھانے کے لئے کہتا ہوں کہ مارکیٹ میں ڈاکٹری کی متعدد کتابیں ملتی ہیں اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں کیوں فیسیں دوں، کیوں کالج جاؤں میں گھر ہی ڈاکٹری سیکھ لیتا ہوں، یا آپ میں سے کسی کی بیوی کو گردہ میں درد ہو تو آپ ڈاکٹر کے پاس جانے کی بجائے بازار سے کتاب لا کر خود ہی چیر ڈالیں گے کہ ہم خود کر سکتے ہیں تو بھائی پھر انجام کیا ہو گا سب کو پتا ہے اور کوئی عقلمند ایسا نہیں کرے گا، کوئی ڈاکٹر کہے گا کہ بھائی یہ غلط ہے تو آپ اس سے لڑو گے کہ کیوں بھائی تمہارے باپ کا ٹھیکہ ہے کہ تم ہی علاج کرو اس کتاب میں لکھا ہے تو میں خود کر سکتا ہوں علاج نہیں بھائی ایسا کوئی نہیں کرنے دے گا بلکہ آپ تو انجکشن نہیں لگا سکتے سیکھے بنا، آپریشن تو بعد کی بات ہے لیکن آپ کو یہ بات تو سمجھ میں آ جاتی ہے کہ بنا سیکھے آپریشن نہیں کر سکتا تو پھر یہ کیا ظلم ہے کہ یہ یتیم کا لایا ہوا دین جس پر ہر کوئی تجربہ کر رہا ہے، کہتے ہیں مولوی نے کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ بس وہی مسئلہ بتا سکتا ہے کیوں جی میں خود پڑھا ہوا ہوں، اردو میں قرآن کی تفسیر لکھی ہے، اردو میں حدیث لکھی ہے میں پڑھ سکتا ہوں میں خود مسئلہ کا حل ڈھونڈوں گا، پاکستان کا قانون بھی تو

اردو میں ہے اب کوئی جا کر عدالت میں جا کھڑا ہو کہ میں بحث کرسکتا تو جج آپ سے ڈگری مانگے گا تو آپ کہو کہ میں دیوان غالب کا حافظ ہوں، دیوان اقبال، دیوان میر مجھے ازبر یاد ہیں پھر بھی وہ آپ کو نکال باہر کرے گا کہ اگر قانون کی ڈگری ہے تو آؤ نہیں تو بھاگ جاؤ، ایک یہی یتیم کالایا ہوا دین ہے جس کو ہر ایک نے تختہ مشق بنایا ہوا ہے، جس کو دیکھو اردو تفسیر اٹھائی ہوئی ہے اور مسئلے کا الٹا سیدھا جواب دے کر دین کو خراب کر رہا ہے، جیسے جعلی ڈاکٹر اور حکیم لوگوں کی صحت خراب کر دیتے ہیں یہ نام نہاد بھی انسان کا دماغ خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، یہ ہدایت ہے مگر ہدایت ہادی سے حاصل کرو، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک جو مستند طریقہ چلتا آرہا ہے، حقیقت میں مولوی کا کوئی ٹھیکہ نہیں، ٹھیکہ تو وہ ہوتا تھا کہ برہمن اپنی مذہبی کتاب غیر برہمن کو پڑھنے نہیں دیتا تھا، مگر ہم تو کہتے ہیں، سندھی ہو یا بلوچی، پٹھان ہے یا پنجابی، امیر غریب سب کے لئے دروازے کھلے ہیں، کسی کا ٹھیکہ نہیں ہے مگر اس پر عبور حاصل کرنا ہے تو آؤ جیسے دوسرے فن سیکھنے کے لئے استاد کے پاس جانا پڑتا ہے اس کو بھی استاد کے پاس جا کر سیکھو جو اصل طریقہ ہے، میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہم نے اگر مدرسہ بھی بنانا ہے تو پہلے انجینئر پاس سے نقشہ بنواتے ہیں، مستری کے پاس جاتے ہیں، مال میٹریل والے کے پاس بھی جاتے ہیں، میں بیمار رہتا ہوں اب صحت اتنی اجازت نہیں دیتی میں تو ڈاکٹر کے پاس جانے سے نہیں شرماتا میں تو ان کو بھی کہا کرتا ہوں کہ بھائی میں عالم ہوں، اتنے میرے شاگرد ہیں، ایک جماعت کا امیر بھی ہوں، متعدد جماعتوں کی سرپرستی بھی کرتا ہوں مگر میں تو بیمار ہونے پر آپ کے پاس آنے سے نہیں شرماتا، پھر جب آپ کو کوئی دینی مسئلہ ہوتا ہے تو پھر آپ بھی دین کے ڈاکٹر کے پاس جانے سے نہ شرمایا کرو جعلی ڈاکٹروں کے پاس نہ جایا کرو، قرآن بلاشبہ ہدایت ہے مگر جب تک اس کو استاد سے نہ سمجھا جائے گا تو ہر کوئی اپنے اپنے مسئلے خود حل کرنے کی کوشش کرے گا تو پھر اختلافات ہی بڑھیں گے، فساد ہی پھیلے گا، یہ لوگ شاید کہتے ہوں گے یتیم کالایا دین شاید یتیم ہی ہے تو یہ ان کی بھول ہے، دین نے بھی رہنا ہے دین والوں نے بھی رہنا ہے اپنا جتنا نقصان کرنا ہے کرلو، دین کو کوئی فرق نہیں پڑنے والا انشاء اللہ۔ پاکستان میں دو طبقہ کے لوگ بہت ہیں جو کہ گلی گلی میں مل جاتے ہیں ایک ڈاکٹر اور دوسرے مفتی۔

حکیم اجمل کے دور کے ایک بہت بڑے اور مستند حکیم تھے عبدالوہاب، ان سے کسی نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ شہر میں جو جعلی حکیم ہیں ان کے علاج سے ہر کوئی مر نہیں جاتا اور آپ کے علاج سے بھی ہر کوئی بچ نہیں جاتا تو پھر اس میں اور آپ میں فرق کیا ہوا، تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس کام کی سند ہے تو اگر ہمارے پاس سے اگر کوئی شفاء نہ پا سکے اور مر جائے پھر بھی روز قیامت اس کی پکڑ نہیں کیونکہ ہم اس کام کے ماہر ہیں ہم نے پوری کوشش کی اور وہ جو جن کے پاس کچھ نہیں ان کی دوائی سے اگر کسی کو شفاء مل بھی جائے تب بھی ان کی پکڑ ہے کہ وہ غلط کام کر رہے ہیں، یہ فرق ہے اس میں اور مجھ میں، تو بھائی یہ ہے قرآن کریم کی عظمت اور اس کا پیغام اور اس کو سینے سے لگانے والے ۱۴۰۰ سال سے اسلاف کے طریقے پر چل کر استادوں کی ماریں کھا کر، استادوں کی جوتیاں سیدھیاں کر کے اس کام کو سیکھ رہے ہیں تو ان کے پاس آؤ، اگر کوئی مسئلہ ان کے بتانے سے غلط بھی ہو جائے گا تو اللہ اس میں خیر ڈال دے گا اور اگر دوسرے صحیح بات بھی بتائیں گے پھر بھی اس میں نقصان ہو گا، علماء کی محفلوں میں بیٹھا کرو، ان بزرگوں سے فیض حاصل کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر قائم رکھے اور خاتمہ ایمان بالخیر فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

ختم نبوت چوک کا افتتاح

کراچی..... (مولانا محمد رضوان) منظور کالونی میں عیدگاہ بس اسٹاپ کو ختم نبوت چوک سے موسوم کر دیا گیا۔ افتتاحی تقریب یکم دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ تقریب سے پیر طریقت حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ نے خطاب کیا۔ حضرت نے کہا کہ الحمدللہ! قادیانیت کا ہر محاذ پر ہمارے اکابرین نے مقابلہ کیا ہے۔ قادیانیوں نے لندن میں ایک جگہ خرید کر اسے ''اسلام آباد'' کے نام سے موسوم کیا۔ ہمارے اکابر نے لندن میں ایک گرجا گھر (عیسائیوں کا عبادت خانہ) خرید کر ختم نبوت سینٹر قائم کیا۔ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی جوانی عزیز ہے، لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا مسئلہ ہو تو اس جوانی کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا اور آج ہم اس چوک پر کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کی حفاظت کا عہد کرتے ہیں۔ تقریب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بھی خطاب کیا۔ تقریب میں ائمہ کرام، خطباء حضرات اور عوام الناس کے علاوہ سیاسی و مذہبی جماعتوں کے ذمہ داران نے بھی شرکت کی، جن میں ملک محمد شاہنواز اعوان، ملک محمد بشیر مغل، جمال خان کاکڑ، چوہدری محمد دانیال گجر نے شرکت کی۔ تقریب کا اختتام مولانا خان محمد ربانی مدظلہ کی دعا پر ہوا۔ اللہ رب العزت تمام حضرات کو جنہوں نے اس چوک کے لئے مساعی کی انہیں دنیا وآخرت میں اس کا بہترین اجر نصیب فرمائیں۔ آمین۔

تعلیمی اداروں میں

سیکولر طبقے کی فاشسٹ کارروائیاں

محمد متین خالد

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے جس کے آئین میں اسلام کو تمام قوانین پر بالادستی حاصل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور پاکستان دشمن طاقتوں کی مداخلت سے ہمارے مقتدر حلقے نہ صرف خود سیکولر نظریات کے مالک ہیں بلکہ وہ ہر شعبہ ہائے زندگی میں سیکولر پالیسیوں کا بھی نفاذ کرتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا ہدف تعلیمی نظام ہے۔ صدر پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں جاوید اشرف قاضی وفاقی وزیرِ تعلیم رہے۔ ایک تقریب میں انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ قرآن مجید کے چالیس سپارے ہیں۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں ایک اور سابقہ وفاقی وزیرِ تعلیم زبیدہ جلال نے امریکہ کے کہنے پر قرآنی آیات نصاب سے خارج کر دی تھیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ اِس سے دہشت گردی پھیلتی ہے۔ اسی طرح یورپی یونین کی مالی معاونت، ورلڈ پاپولیشن فاؤنڈیشن اور آہنگ نامی این جی او کے اشتراک سے سرکاری سکولوں میں ساتویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ و طالبات کو زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیمی پروگرام (LSBE) کے تحت خاندانی منصوبہ بندی، جنسی تعلقات، تولیدی صحت اور کم عمری میں شادی و زچگی کے مسائل سمیت دیگر قابل اعتراض مواد پر مبنی کتاب گزشتہ دو برس سے پڑھائے جانے کا انکشاف ہوا۔ جس پر والدین نے شدید اعتراضات کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ والدین کی اجازت کے بغیر طلبہ و طالبات خصوصاً طالبات کو قابل اعتراض مواد پر مشتمل کتاب فراہم کر کے اس کی تدریس شروع کرائی گئی جو پاکستانی معاشرے میں قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا اس کتاب کی تدریس فوراً رکوائی جائے اور یہ کتاب سرکاری اسکولوں کے طلبہ و طالبات کو فراہم کرنے اور پڑھانے کے معاملے میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔ آئے دن تعلیمی نصاب کو وضع کرنے یا اس میں ترمیم کی آڑ میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت نبی، سیرت صحابہ کرامؓ اور اسلامی جنگوں سے متعلقہ مضامین حذف کر کے اُن کی جگہ ہندوؤں اور سکھوں کی شخصیات کے مضامین شامل کیے جا رہے ہیں۔ تعلیمی مشاورتی بورڈ کے ایک رکن اسلام آباد یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائی بھی رہ چکے ہیں، جو فکری اعتبار سے متعصب قادیانی اور نظریہ پاکستان کے سخت مخالف ہیں۔ وہ نظریہ پاکستان اور اسلام کو نصابی کتب کا حصہ بنانے کے سخت مخالف بلکہ متحرک ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے دوسرے پاکستان دشمن عناصر سے مل کر اسلام آباد میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی فرضی قبر بنا کر اس پر جوتے مارے تھے۔ المیہ یہ ہے کہ پرویز ہود بھائی کو 14 اگست کے موقع پر ستارۂ امتیاز سے بھی نوازا گیا۔ سیکولر طبقے کی سرپرستی میں تعلیمی اداروں میں کھلے عام شعائر اسلامی کا مذاق اُڑایا جانا معمول کی بات ہے۔ کچھ عرصہ پہلے خیبر میڈیکل کالج کی طالبہ مصباح سید کے کلاس روم میں نقاب اوڑھنے پر کالج کے پروفیسر نے طالبہ کا تمسخر اُڑاتے ہوئے اُسے ڈاکو قرار دیا۔ اس پر بہت احتجاج ہوا مگر پروفیسر کے خلاف کسی قسم کی کوئی قانونی کارروائی نہ کی گئی۔ استاد اور طالب علم کے مقدس رشتے کو پامال کرنے میں بھی اس طبقۂ خبیثہ کا بڑا ہاتھ ہے۔ تعلیمی اداروں میں پروفیسر حضرات کی طرف سے طالبات کو جنسی ہراساں کرنے کے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی طالبات سے نازیبا حرکات اور معاشقوں کے قصے زبان زد عام ہیں۔ لمز (لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز) کا شمار انتہائی مہنگی یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ یہاں کا تعلیمی ماحول خالصتاً مغربی بلکہ شاید اس سے بھی دو چار ہاتھ آگے ہے۔ آپ یونیورسٹی میں داخل ہوں تو آپ کو شرم و حیا سے عاری ایسے واقعات دیکھنے میں ملیں گے کہ آپ کی عقل دنگ رہ جائے گی۔ یہ یونیورسٹی کم ایک نائٹ کلب کا منظر زیادہ پیش کرتی ہے۔ اس بدنام زمانہ تعلیمی ادارے میں اساتذہ، پروفیسروں، ٹیکنیکی اسٹاف اور انتظامی عملے کی جانب سے طالبات کے ساتھ جنسی زیادتیاں معمول بن گئی ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں لمز کے شعبہ قانون کے استاد عابد حسین امام کو ایک طالبہ کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا مجرم قرار دیا گیا۔ عابد حسین امام، ملک کے مشہور سیاستدان جوڑے سیدہ عابدہ حسین اور سید فخر امام کے بیٹے ہیں اور LUMS یونیورسٹی کے شیخ احمد حسین سکول آف لاء میں بطور استاد فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ وہ یونیورسٹی

کے وائس چانسلر سید بابر علی کے بھی قریبی عزیز ہیں۔ یونیورسٹی کی ایک طالبہ کی طرف سے الزام عائد کیا گیا تھا کہ عابد حسین نے اسے اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کے لئے مجبور کیا۔ طالبہ کی شکایت پر یونیورسٹی انتظامیہ نے کارروائی کی لیکن اس کا نتیجہ صرف یہ نکلا کہ ملزم کے رویے کو ایک استاد کی شان کے منافی قرار دے کر معاملہ ختم کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہ معاملہ وفاقی محتسب کے سامنے پیش کیا گیا جس پر فیڈرل امبڈسمن سیکرٹریٹ فار پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ آف ویمن نے یونیورسٹی کے فیصلے کو رد کرتے ہوئے ملزم کو ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ فیصلے میں کہا گیا کہ استاد کے اپنے بیان اور یونیورسٹی کی انکوائری سے ثابت ہے کہ وہ طالبہ کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے مرتکب ہوئے اور یونیورسٹی کو حکم دیا گیا کہ انہیں برخاست کرنے کے فیصلہ پر مکمل طور پر عمل کیا جائے، چنانچہ بادل نخواستہ یونیورسٹی نے پروفیسر عابد حسین امام کو یونیورسٹی سے نکال دیا۔ یہ پاکستان کے صف اول اور سب سے مہنگے تعلیمی ادارے کا حال ہے جہاں داخلہ لینے کو ہر کوئی اپنا خواب سمجھتا ہے۔ اگر ایسی بات کسی چھوٹے موٹے مدرسے کے بارے میں سامنے آجاتی تو میڈیا وہ طوفان کھڑا کر دیتا، لبرلز، سیکولرز اور مذہب بیزار طبقے، این جی اوز کی ماڈریٹ اور ڈالرائزڈ آنٹیاں کھل کر سامنے آجاتیں، سیکولر جماعتوں کے رہنما کی سیاست الگ ہوتی اور مدارس و مولویوں کے خلاف وہ غلیظ زبان استعمال کی جاتی کہ الامان الحفیظ۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لمز یونیورسٹی گزشتہ کئی سالوں سے قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر کا سب سے بڑا ادارہ اُبھر کے سامنے آیا ہے۔ یہاں قادیانی طلبہ کو اپنے عقائد کی کھلے عام تبلیغ کرنے کی مکمل اجازت ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 160(2) اور 260(3) میں اس کا اندراج کر دیا۔ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہونے کے باوجود بھی سرعام شعائر اسلامی کی بے حرمتی اور اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و تشہیر کرتے رہے۔ چنانچہ اس سے روکنے کے لئے ۲۶راپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298/B اور 298/C کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی شعائر اسلامی کا استعمال کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ ۳ سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ ۲ر نومبر ۲۰۱۳ء لمز یونیورسٹی کے سید سیگل ایڈیٹوریم میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے خلاف ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں پاکستان کے معروف مزاح نگار کالم نویس کے صاحبزادے علی عثمان قاسمی نے نہایت زہریلا خطاب کرتے ہوئے اس آئینی ترمیم کے خاتمے اور قادیانیوں کو اپنے مذہب کی مکمل تبلیغ و تشہیر کرنے کا مطالبہ کیا۔ یہ خطاب نہ صرف پاکستان کے آئین و قانون کی خلاف ورزی تھا بلکہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات بھی مجروح ہوئے۔ دینی جماعتوں نے اس واقعہ پر وائس چانسلر کو کئی احتجاجی خطوط لکھے مگر جواب ندارد۔ افسوس یہ ہے کہ اس ادارے کے چارٹر کے تحت صدر پاکستان اس کے چانسلر ہیں۔ انہیں جتنا شغف دیگر بھلوں سے ہے اگر اس کا عشر عشیر بھی آئین کی حفاظت سے ہو تو کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ☆

ملت حنفی کا اولین واعظ

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا، اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی ''اسوۂ حسنہ'' ہوسکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے، لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے پیش کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ ان کو ملت حنفی اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہی جتلائی ہے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے پہلے داعی تھے، اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا اور اپنے عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتے تھے، وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لئے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کردے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کردے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا، اس لئے کہ ان کا ہر عمل صدائے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا ''اسوۂ حسنہ'' ہوسکتا تھا اور یہی سبب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیئے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

موبائل فون کے ضروری احکام

نماز اہم عبادت ہے

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

نماز اسلام کے ارکان میں سے اہم ترین رُکن ہے، قرآن وحدیث میں نماز سنت کے مطابق اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں، جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنے چاہئیں، ویسے ہی کئے اور خشوع وخضوع کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہے گا تو بخش دے گا اور چاہے تو سزا دے گا۔'' (مسند احمد، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

چنانچہ نماز کے دوران ہر ایسے عمل سے اجتناب کرنا چاہئے، جس کی وجہ سے نماز سنت کے مطابق ادا کرنے اور خشوع وخضوع حاصل ہونے میں خلل آئے، نماز میں خلل پیدا کرنیوالے اعمال میں سے ایک عمل آج کل دورانِ نماز موبائل فون کی گھنٹی کا بجنا ہے، اس لئے نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل فون کی آواز بند کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، ذیل میں جامعہ دارالعلوم کراچی سے جاری ہونے والے چند فتاویٰ اختصار کے ساتھ نقل کئے جارہے ہیں تاکہ ان مسائل کو جان کر ان کے مطابق عمل کیا جاسکے۔

دورانِ نماز موبائل فون بجنے کا حکم:

س:...... بعض اوقات نماز سے پہلے موبائل بند کرنا یاد نہیں رہتا اور وہ نماز کے دوران بجنا شروع کردیتا ہے، اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... اولاً تو نماز کے وقت موبائل فون بند کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی وقت غلطی سے موبائل فون کھلا رہ جائے اور دورانِ نماز گھنٹی بجنے لگے تو اگر عمل کثیر کے بغیر گھنٹی بند کرنا ممکن ہو تو بند کرسکتے ہیں، اگر گھنٹی بند کرنے کے لئے عمل کثیر کرنا پڑے تو موبائل فون بند کرنے سے نماز فاسد ہوجائے گی، ایسی صورت میں موبائل بند نہیں کرنا چاہئے تاکہ نماز فاسد نہ ہو۔ (البحرالرائق، کراچی: ۱۱/۲)

عمل قلیل اور عمل کثیر کی تعریف:

س:...... عمل قلیل اور عمل کثیر کیا ہے؟

ج:...... نماز میں عمل قلیل اور عمل کثیر کی تعیین کے متعلق حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعدد اقوال ہیں، جن میں سے راجح قول یہ ہے کہ ہر ایسا عمل جو نماز کی درستگی کے لئے نہ ہو اور نہ ہی نماز کے اعمال میں سے ہو اور اس کے کرنے سے، دور سے دیکھنے والے شخص کو غالب گمان ہوجائے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، یہ عمل کثیر ہے، لیکن اگر وہ عمل اس حد تک نہ پہنچے تو وہ عمل قلیل ہے۔ (شامی: ۶۲۴/۱)

بار بار بجنے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

س:...... موبائل فون کی گھنٹی بار بار بجنے کی صورت میں کیا کیا جائے؟ یعنی موبائل فون ایک مرتبہ بند کرنے کے بعد اگر دوبارہ بجنا شروع ہوجائے تو دوبارہ بند کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر بند کیا جاسکتا ہے تو کتنی بار؟

ج:...... اگر ایک مرتبہ بند کرنے کے بعد موبائل فون کی گھنٹی دوبارہ بجنا شروع ہوجائے تو عمل قلیل کے ذریعے دوبار، سہ بار بھی موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے، اگر عمل کثیر کرلیا تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی، جس سے بچنا لازم ہے۔ (مجمع الانہر: ۱۲۰/۱)

دورانِ نماز موبائل فون کی گھنٹی کتنی بار بند کرسکتے ہیں؟

س:...... ایک رکن یا پوری نماز میں موبائل فون کی گھنٹی کتنی بار بند کرسکتے ہیں؟ موبائل فون بار بار بجنے کی صورت میں تین بار بند کرنے کی گنجائش پوری نماز کے دوران ہے یا ایک رُکن میں بھی تین بار بند کرسکتے ہیں؟

ج:...... موبائل فون کی گھنٹی پوری نماز میں بلاشبہ تین مرتبہ عمل قلیل کے ساتھ بند کرنا جائز ہے اور ایک رکن میں بھی تین بار عمل قلیل کے ساتھ بند کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ یہ تینوں حرکات پے در پے نہ ہوں، یعنی تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے کے برابر یا اس سے کم وقت میں تینوں حرکات واقع نہ ہوں، کیونکہ اگر اس طرح پے در پے اتنے مختصر وقت میں تین حرکات واقع ہوگئیں تو یہ عمل کثیر ہوجائے گا اور اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ (مجمع الانہر: ۱۲۰/۱، ماخذہ: احسن الفتاویٰ: ج۳، ص: ۳۱۹)

نماز توڑ کر موبائل فون بند کرنے کا حکم:

س:...... کیا نماز توڑ کر موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے؟ یعنی دوران نماز اگر عمل قلیل کے ذریعہ فون بند کرنا ممکن نہ ہو اور دوسری طرف اس کے بجتے رہنے سے اپنی اور دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل پڑ رہا

ہوتو کیا ایسی صورت میں نماز توڑ کر موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے؟ تاکہ فون بند کرکے یکسوئی سے نماز پڑھ سکے اور دوسرے نمازیوں کی نماز بھی خراب نہ ہو؟

ج:...... اگر عمل قلیل کے ذریعہ موبائل فون بند کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے بجتے رہنے سے اپنی اور دوسرے نمازیوں کی یکسوئی میں خلل واقع ہو تو محض اس وجہ سے نماز توڑ کر موبائل بند کرنا جائز نہیں، کیونکہ نماز توڑنے کی اجازت مخصوص اعذار کے وقت ہوتی ہے اور خشوع وخضوع میں خلل آنا ایسا عذر نہیں جس کی بنا پر نماز توڑنے کی گنجائش ہو۔

(شامی: ۱/۴۴۱، دیکھئے الدر المختار مع الشامیۃ والہندیۃ)

نماز توڑ کر اپنا یا دوسرے کا موبائل فون بند کرنا؟

س:...... موبائل فون کی موسیقی دوران نماز، خصوصاً باجماعت نماز کے دوران، ہماری جامع مسجد (جہاں صرف مرکزی ہال میں ۴۰۰ سے زائد نمازی موجود ہوتے ہیں) ان کی نماز خراب بلکہ تباہ ہونے کا ذریعہ بن رہی ہے، جس سے نمازی بے حد پریشان ہیں، بلکہ اب تو اس کی وجہ سے مسجد میں دنگا فساد اور جھگڑے لڑائی کی نوبت آجاتی ہے، مختصراً مسجد میں یہ ایک موبائل کی گھنٹی کسی بھی فتنہ کو پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے، جس سے نہ صرف ہماری بلکہ ہر مسجد کے امام اور انتظامیہ شدید مشکلات میں مبتلا ہیں، کیونکہ لوگ امام صاحب، خطیب مسجد اور انتظامیہ سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور اس کا ذمہ دار کہتے ہیں، اس سلسلہ میں ہر مسجد کے باہر بے شمار ہدایات کے علاوہ سالوں سے منبر کے ذریعہ موبائل بند رہنے کی تاکید اور اعلانات بھی بے سود ہوچکے ہیں، چنانچہ اس سنگین مسئلہ کا کوئی ایسا حل بتایا جائے جو فوری قابل عمل ہو، ہمیں یہ فتویٰ تو ملا ہے کہ دوران نماز ایک ہاتھ سے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل بند کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن اس عمل کو اس طرح کرنا کہ پڑوس والے نمازی کو خبر نہ ہو تقریباً ناممکن ہے اور عوام الناس کی اکثریت اس کو سمجھنے اور عمل کرنے سے قاصر ہے، چنانچہ کیا یہ ممکن اور جائز ہوسکتا ہے کہ سینکڑوں لوگوں کی نماز خراب کرنے کی بجائے وہ ایک شخص یا زیادہ نماز توڑ کر اپنے موبائل فون کو فوراً بند کرکے دوبارہ از سر نو نماز پڑھنا شروع کردے؟ اس طرح نہ صرف مسجد میں موسیقی والے موبائل فوراً ہوجائیں گے بلکہ دوسرے سکون سے نماز پڑھ سکیں گے اور مسجد میں کوئی فتنہ، لڑائی، جھگڑے کا خطرہ بھی نہیں رہے گا، اگر نماز توڑنے کی گنجائش نہ ہو، پھر بھی ہزاروں نمازیوں کی خاطر اس کی کوئی نہ کوئی گنجائش نکال کر کوئی آسانی کی صورت پیدا کی جائے۔

ج:...... موبائل فون کی گھنٹی کی خاطر فرض نماز توڑنے کی گنجائش نہیں، موبائل میں ایسی گھنٹیاں استعمال کرنا جو موسیقی پر مشتمل ہوں وہ مسجد سے باہر بھی جائز نہیں اور مسجد میں آنے کے بعد موبائل فون بند کرنے کا اہتمام نہ کرنا، جس سے نمازیوں کے خشوع وخضوع میں خلل واقع ہوتا ہو اور انہیں اس سے پریشانی ہوتی ہو سخت گناہ ہے، جس سے اجتناب لازم ہے۔ کبھی کبھی نماز شروع کرنے سے پہلے نمازیوں کو موبائل بند کرنے کی یاددہانی کرا دینی چاہئے تاکہ کسی کا موبائل فون نماز کے دوران غلطی سے یا بھولے سے بھی نماز کے دوران کھلا نہ رہے اور اگر کسی وجہ سے موبائل کھلا رہ جائے اور نماز کے دوران گھنٹی بجنے لگ جائے تو اگر عمل قلیل یعنی ایک ہاتھ سے بند کرنا ممکن ہو تو ایک ہاتھ سے بند کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اس میں یہ ضروری نہیں کہ پاس والے نمازی کو خبر نہ ہو۔ البتہ موبائل بند کرنے کے لئے اگر عمل کثیر کرنا پڑے تو موبائل فون بند کرنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ (شامی زکریا: ۲/۴۲۵)

گانوں، باجوں کی آواز پر مشتمل گھنٹی کا استعمال

س:...... آج کل موبائل فون پر پاکستانی اور انڈین گانوں کی ڈائل ٹون میں بیلز (Balls) دستیاب ہیں، ایسی بیلیں، گانے باجے کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟ کیا گانے یا نغمے کی بیلز (Balls) کو موبائل فون میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ عام اور سادہ بیلز بھی آسانی سے استعمال کی جاسکتی ہیں۔

ج:...... یہ آواز موسیقی میں داخل ہے، لہٰذا ان بیلز (Balls) کا استعمال جائز نہیں، بلکہ اس کی جگہ سادہ آواز والی گھنٹی استعمال کی جائے۔

گانوں، باجوں کی آواز والی گھنٹیوں کا خریدنا اور منگوانا:

س:...... موبائل کمپنی عموماً کسی نئی ڈائل ٹونز کے لئے پیغام بھیجتی ہے، اس پیغام میں اس ڈائل ٹونز کے گانے کے الفاظ بھی لکھے ہوتے ہیں، جس سے صراحتاً علم ہوجاتا ہے کہ یہ گانے کی رنگ ٹونز ہے، ایسے پیغام کو ریسیو کرکے بیل منگوانا اور اس پر دو تین روپے خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آیا کہ یہ: "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث" میں داخل ہے یا نہیں؟

ج:...... بلاشبہ یہ "لہو الحدیث" میں داخل ہے، کیونکہ "لہو الحدیث" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ھو الغناء واشباھہ" یعنی "لہو الحدیث" گانا اور اسی قسم کی چیزیں ہیں، لہٰذا موسیقی بھی اس میں داخل ہے، اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "واستفزز من استطعت منھم بصوتک" حضرت مجاہدؒ کی تفسیر کے مطابق اس آیت میں صوت سے مراد گانا بجانا، لہو ولعب اور فضول اور بے کار قسم کے کام ہیں اور حضرت ضحاکؒ سے صوت کی تفسیر میں "صوت المزمار" منقول ہے، یعنی بانسری کی آواز، لہٰذا اس طرح کی بیل منگوانا اور اس پر رقم خرچ کرنا جائز نہیں۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا میاں سراج احمدؒ دین پوری سے

چند یادگار ملاقاتیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم الحروف نے ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا سے دورۂ حدیث شریف کیا اور ۱۳۹۷ھ میں محرم الحرام میں راقم کی پہلی تقرری رحیم یار خان میں ہوئی۔ راقم الحروف کا بیعت کا تعلق قدوۃ السالکین، شیخ العلماء والمشائخ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہٗ سے تھا۔ حضرت والا کا انتقال ۱۹۷۸ء میں ہوا، تو راقم نے قطب الارشاد حضرت میاں عبدالہادیؒ دین پوری کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

۱۹۷۷ء میں الیکشن ہوئے تو پاکستان قومی اتحاد معرض وجود میں آیا۔ پاکستان قومی اتحاد میں نو جماعتیں شامل تھیں۔ ان میں جمعیت علماء اسلام سرفہرست تھی اور پی این اے کے سربراہ بھی جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ خان پور کی سیٹ جمعیت علماء اسلام کے حصہ میں آئی اور ہمارے حضرت اقدس میاں سراج احمدؒ دین پوری (جنہیں آج دامت برکاتہم العالیہ کے بجائے رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم لرزہ براندام ہے) خان پور سے الیکشن میں کھڑے ہوئے، بندہ نوعمر، نوخیز اور نوآموز تھا۔ اس کے باوجود حضرت والا کی الیکشن کمپین میں حضرت مولانا غلام ربانیؒ، حضرت قاری حماد اللہ شفیقؒ، مولانا رشید احمد لدھیانوی مدظلہ کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ الیکشن میں زبردست دھاندلی ہوئی۔ تحریک چلی، جس نے آگے چل کر تحریک نظام مصطفیٰ کا نام حاصل کرلیا۔ حضرت میاں سراج احمدؒ دین پوری کے ساتھ سفر کے مواقع بھی نصیب ہوئے۔ حضرت میاں صاحب زندہ دل انسان تھے، بذلہ سنجی، گپ شپ بھی فری لگاتے۔ ان کی علمی بنیادوں میں جہاں اور اساتذہ کرام کا رول تھا۔ وہاں وہ قائد تحریک آزادی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ پر دل وجان سے فدا تھے، چونکہ ان کے جد امجد حضرت اقدس میاں غلام محمدؒ دین پوری کے زمانہ میں دین پور شریف تحریک آزادی کا مرکز رہا ہے اور تحریک ریشمی رومال میں حضرت دین پوریؒ کا عظیم کردار رہا ہے۔ یہاں سے مجاہدین تحریک آزادی کو مالی اور افرادی امداد ملتی تھی۔ حضرت دین پوری اور ان کے مریدین ومتوسلین انگریزوں کے خلاف دل وجان سے مجاہدین آزادی کے ساتھ تھے۔ حضرت میاں صاحب نے اس خانوادہ میں آنکھیں کھولیں اور آپ کی تعلیم وتربیت میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے گہرے اثرات تھے تو میاں سراج احمدؒ دین پوری نے تحریک نظام مصطفیٰ میں اپنے ضلع میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک کے زمانہ میں جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں میں نمایاں نظر آئے۔

میرے مرشد ومربی حضرت میاں عبدالہادیؒ دین پوری نور اللہ مرقدہ کا انتقال ہوگیا اور بندہ بھی رحیم یار خان سے بہاولپور تبدیل ہوگیا تو تجدید بیعت نہ کرسکا۔ آگے چل کر حضرت میاں صاحبؒ پیپلز پارٹی میں چلے گئے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کے زمانہ میں ان کے مذہبی مشیر مقرر ہوئے۔ محترمہ بے نظیر کے سر پر مستقل دوپٹہ اور ان کے ہاتھ میں تسبیح یہ ہمارے حضرت میاں صاحب کی کرامت تھی۔ جب بے نظیر کی حکومت ختم ہوئی اور ہمارے حضرت میاں صاحب دین پور شریف واپس چلے گئے تو کچھ عرصہ کے بعد دین پور شریف حاضری ہوئی تو حضرت والا بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اتنا فرمایا کہ تیرے جیسا مرید ہونا چاہئے جو آٹھ سال کے بعد ملا ہے۔ غرضیکہ بندہ جب بھی خان پور اور رحیم یار خان گیا۔ حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں ضرور حاضری دی اور دعائیں لیں۔ ایک مرتبہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی قیادت میں حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ حضرت ان دنوں رحیم یار خان شہر کی دین پور کالونی اور مسجد میں قیام فرماتھے۔ بہت ہی محبت سے سرفراز فرمایا، جب اجازت مانگی اور دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے کہ میں ہر وقت جھولی پھیلا کر ختم نبوت والوں کے لئے اللہ پاک سے مانگتا رہتا ہوں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات کے بعد جب دین پور شریف میں حاضری ہوئی تو حضرت والا نے بندہ سے باقاعدہ تعزیت کی اور حضرت بنوریؒ کے لئے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

جنات کی تسخیر:

حضرت والا کے پاس موکلات بھی تھے جن کے ذریعہ ستم رسیدہ اور دکھی انسانیت کی خدمت فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے حضرت لاہوریؒ نے فرمایا: ''سراج احمد مجھے حضرت میاں اصغر حسینؒ نے جنات عنایت فرمائے تھے، میں تو ان سے کوئی کام نہ لے سکا، میں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔'' اگر کوئی جنات کا مریض آتا یا کوئی درخواست کرتا کہ میرے گھرانے پر آسیب یا جادو کے اثرات معلوم ہوتے ہیں تو حضرت فرماتے کہ اپنا یا مریض کا نام، ولدیت، سکونت کا پتہ لکھ دیں، تو چٹ خادم کے سپرد

ہو جاتی اور خادم وہ چٹیں حضرت والا کے تکیے کے نیچے رکھ دیتا۔ آپ تہجد سے فارغ ہو کر اپنے موکلات کے ذریعہ معلوم کراتے اور صبح کو حسب معلومات جواب دیتے، جادو، آسیب یا بیماری کا بتلاتے۔ جادو سے متعلق آپ کے تعویذات بہت مجرب تھے، ایسے ہی جو لوگ نرینہ اولاد سے محروم ہوتے حضرت انہیں چھوارے وغیرہ پڑھ کر دیتے اور اللہ پاک انہیں اولاد جیسی نعمت سے سرفراز فرماتے۔

ایک بزرگ کا حضرت دین پوری ثانی کو عطیہ:

حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے والد محترم حضرت ثانی دین پوری میاں عبدالہادیؒ ۱۹۶۵ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ ان دنوں حجاج کرام کو کئی کئی ماہ تک حرمین شریفین میں حاضری کی سعادت نصیب ہو جاتی تھی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میرے والد محترم غالباً ایک مراکشی بزرگ جن کے منہ میں دانت نہیں تھے۔ حضرت ثانی ہر روز دیسی مرغ کی یخنی میں ثرید بنا کر اس بزرگ کو کھلاتے، جب حضرت والا کی واپسی کا پروگرام سامنے آیا تو حضرت ثانی دین پوریؒ نے ان بزرگ سے اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا: "میاں عبدالہادیؒ! تو نے میری بہت خدمت کی ہے، لہٰذا میں آپ کو ایسی چیز عطا کرتا ہوں جو مجھے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خواب میں عنایت فرمائی اور فرمایا کہ سوائے موت کے تمام بیماریوں کا علاج ہے! فرمایا: سورۂ فاتحہ پندرہ مرتبہ اور ہر دفعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین سمیت پڑھ کر مریض پر دم کریں یا پانی پر دم کر کے دیں۔ راقم الحروف نے عرض کیا مجھے بھی اجازت ہے؟ فرمایا: اجازت ہے، بندہ نے عرض کیا آگے بتلانے کی بھی اجازت ہے؟ حضرت والا نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

دین پور شریف کے معمولات:

حضرت ثانیؒ کو دیکھا کہ وہ دیگر خانقاہی معمولات کے علاوہ دس دس، پندرہ پندرہ پارے یومیہ تلاوت فرماتے۔ حضرت میاں صاحبؒ کا بھی یہی معمول تھا کہ یومیہ دس، پندرہ پارے تلاوت فرماتے۔ مغرب کے بعد مسجد میں ہر روز ذکر جہری ہوتا۔ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے مطابق لا الٰہ الا اللہ، الا اللہ، الا اللہ، اللہ اللہ کی تسبیحات حضرت میاں صاحب خود ذکر کراتے اور عشاء کی نماز کے بعد نوافل سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے۔

حضرت والا سے آخری ملاقات:

۱۶ ستمبر سے بندہ کے اندرون سندھ کے تبلیغی پروگرام تھے، اچانک روزنامہ اسلام ملتان میں خبر پڑھی کی حضرت میاں صاحبؒ علیل ہو گئے اور رحیم یار خان کے شیخ زید ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ بندہ نے برادر عزیز مولانا مفتی محمد راشد مدنی سلمہ سے درخواست کی کہ معلومات حاصل کریں کہ حضرت والا سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ مفتی صاحب نے فرمایا: تشریف لائیں ملاقات ہو جائے گی۔ بندہ ۱۵ ستمبر صبح کی نماز کے بعد رحیم یار خان کے لئے روانہ ہوا۔ تقریباً ظہر کے وقت مولانا راشد مدنی نے وصول کیا اور سیدھے حضرت دین پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام و مصافحہ ہوا، پوچھا کون؟ بندہ نے نام بتلایا تو خدام نے کہا کہ ختم نبوت والے شجاع آبادی ہیں، بہت خوش ہوئے، دعاؤں سے نوازا اور میری اگلے سفر پر روانگی ہوئی۔ یہ حضرت سے آخری اور مختصر ملاقات تھی۔ فیصل آباد کے دوستوں نے ۲۵ تا ۲۷ نومبر تین روزہ کورس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ بندہ کو برادر عزیز مولانا سیف اللہ دین پوریؒ نے پُرنم آنکھوں سے اطلاع کی کہ حضرت والا کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆..................☆☆

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کُل جس نے

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

غلامی کیا ہے؟ ذوق حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا

وہی ہے صاحب امروز، جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی
مری اکسیر نے شیشے کو بخشی سختی خارا

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے؟
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستان قیصر و کسریٰ سے بے پروا

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کُل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ

تذکرہ و خدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو وادیٔ مہران کے جرأت مند، بہادر اور صاحب طرز خطیب تھے۔ اللہ پاک نے انہیں گوناگوں خوبیوں سے نوازا تھا۔ سندھ کے علماء کرام کو جمعیت علماء اسلام کے ساتھ منسلک رکھنا اور انہیں ادھر ادھر نہ ہونے دینے میں ان کا زبردست کردار تھا۔ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہونے کے باوجود انہوں نے دعوت وتبلیغ کے شعبہ کو ترجیح دی اور اس سے منسلک ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے سندھ میں چھا گئے اور انہوں نے اپنی خطابت اور انتظامی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔

سندھی علماء کرام میں دینی ذوق وشوق میں خانقاہوں اور درگاہوں کا عظیم کردار ہے، بھر چونڈی شریف، سوئی شریف، پگاڑا شریف، امروٹ شریف، ہالیجی شریف، بیر شریف، ہالیجی شریف، شاہ پور چاکر کی درگاہوں نے بڑا نام پایا اور ہزار ہا انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کا ذریعہ بنیں۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب کا اصلاحی تعلق حضرت اقدس مولانا عبدالکریم قریشی بیر شریف والوں سے تھا اور حضرت بیر والوں سے خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت بیر والوں کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سے وابستہ ہوگئے۔

جمعیت علماء اسلام سے قبل طالب علمی کے زمانہ میں جمعیت طلباء اسلام سے وابستہ رہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جمعیت علماء اسلام میں آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سندھ کی قیادت و نظامت کے علیا کے منصب پر براجمان ہوئے اور عرصہ پچیس تیس سال سے صوبائی ناظم اعلیٰ چلے آرہے تھے۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں یادگار پاکستان کے میدان میں ہونے والی جمعیت علماء اسلام کی کانفرنس میں سندھ کا مقدمہ پیش کیا۔

جمعیت علماء اسلام نے پشاور کے تاروجبہ گراؤنڈ میں ڈیرہ سو سالہ خدمات دیوبند کانفرنس منعقد کی۔ غالباً تین روزہ کانفرنس کی کامیاب نقابت کرکے سامعین کے دلوں میں جوش و جذبہ اور ولولہ تازہ پیدا کیا۔ اس کانفرنس کی نقابت میں ہر خطیب سے پہلے شاعر انقلاب مرزا غلام نبی جانباز کے انقلابی اشعار سے خطیب کو دعوت دیتے جس سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کو "نغمہ جانباز" پوری یاد ہے۔

موصوف اول آخر جمعیت علماء اسلام کے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے انتہائی محبت فرماتے، کئی سال سے بہاولپور کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لارہے تھے، ایسے ہی چناب نگر کی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں کئی سال تشریف لاتے رہے اور جمعرات جمعہ کی درمیانی شب میں آخری خطاب شہید کا ہوتا۔ گزشتہ سال آپ کا فون آیا کہ میں اس سال نہیں آرہا، میرے بھائی مولانا مسعود احمد صاحب تشریف لائیں گے۔ چنانچہ مولانا مسعود احمد سومرو تشریف لائے اور ان کا خطاب بھی ہوا۔

چار پانچ سال پہلے مولانا مسعود احمد مدظلہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لاڑکانہ میں ذمہ دار ہیں، انہوں نے کسی ہوٹل یا میرج سینٹر میں "ختم نبوت کورس" رکھا۔ راقم الحروف اور برادرم مولانا مفتی راشد مدنی سلمہ، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر لاڑکانہ پہنچے، قبلہ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی، فرمانے لگے کہ میں نے مولوی مسعود احمد کو کہا تھا کہ میرج سینٹر یا کہیں اور پروگرام نہ رکھیں بلکہ میرے مدرسہ میں رکھیں اور کورس کی اختتامی تقریب میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ اختتامی کلمات بھی ارشاد فرمائے۔ سندھ کے طول وعرض میں یومیہ کئی کئی مقامات پر بیانات فرماتے۔ کراچی، لاڑکانہ اور دوسرے شہروں میں بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کیں۔ جن میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم اور جمعیت کے زعماء کے بیانات ہوئے۔

سینیٹ کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام نے آپ کو کھڑا کیا، ان دنوں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہٗ کراچی دفتر میں قیام فرما تھے۔ حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ راوی ہیں کہ ڈاکٹر صاحبؒ حضرت قبلہ کی خدمت میں تشریف لائے اور آکر صورت احوال سے آگاہ کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت والا نے فرمایا: "اللہ بھلی کری" تو موصوف نے عرض کیا کہ حضرت ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائیں۔ حضرت والا نے ڈاکٹر صاحب کی استدعا پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اللہ پاک نے کامیابی سے سرفراز فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم سے کہا کہ آپ مجھے کامیاب کرائیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پرویز مشرف کی طرف سے آرڈر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دینا۔ میں تو کوشش کروں گا کہ آپ کسی صورت میں ایوان بالا کے رکن منتخب نہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بھرپور کوشش بھی کی لیکن

ڈاکٹر صاحب بفضلہ تعالیٰ چند پوائنٹ سے کامیاب ہوئے اس پر ارباب غلام رحیم نے کہا کہ آپ کی کامیابی کسی معجزہ سے کم نہیں یا کسی بزرگ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ آپ چھ سال تک ایوان بالا میں اہل حق کی نمائندگی کرتے رہے۔

ایک مرتبہ کسی مسئلہ میں راقم نے متوجہ کیا تو فرمانے لگے کہ: "بھائی! میں تو ایوان بالا کا ممبر بھی ختم نبوت کی برکت سے ہوں، جب بھی کوئی مسئلہ ہو اطلاع کرنا آپ لوگوں کا کام ہے اور ایوان میں آواز اٹھانا ہمارا کام" موصوف پورے سندھ میں اپنے پہلے مرشد حضرت پیر والوں کے ذوق کے مطابق قادیانیت کا تعاقب کرتے۔ جمعیت علما اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاوہ کسی اور جماعت کو اہمیت نہ دیتے۔ ممبر سازی تو کسی اور جماعت کی گوارا نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ سندھی زبان بولنے والے علماء کرام ۹۵ فیصد جمعیت علما اسلام سے وابستہ ہیں، آپس میں کئی ایک مسائل میں اختلاف بھی ہو لیکن جمعیت علما اسلام میں تمام متحد ہیں، گویا جماعتی لحاظ سے یکجہتی دیکھتی ہے، دوچتی نہیں۔

انہوں نے والد محترم کی وفات کے بعد والد صاحب کے قائم کردہ ادارہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ان کی محنت کو اللہ پاک دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں اور ان کے فرزندان گرامی کو آپس میں متحد و متفق رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

اللہ پاک نے انہیں بلا کا گلہ عطا فرمایا تھا، وہ اپنی گھن گرج سے خرمن باطل کو نذر آتش کر دیتے اور وہ دھن کے اتنے پکے تھے کہ لاڑکانہ پیپلز پارٹی کا گڑھ اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا آبائی علاقہ ہونے کے باوجود ہر الیکشن میں ان کا مقابلہ کرتے اور انہیں بتاتے کہ لاڑکانہ صرف ان کا نہیں ہمارا بھی ہے۔ ایک اچھا خاصا ووٹ بینک رکھتے تھے، کئی مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے لیکن حملے انہیں حق گوئی و بے باکی سے نہ روک سکے۔ دو تین مرتبہ ان کے جامعہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا، ان کا دفتر آباد و شاداب نظر آیا کہ ضرورت مند، مظلوم اور پسا ہوا طبقہ ان کے جامعہ میں آتا۔ جماعتی وغیر جماعتی سب کے کام کرتے۔ کسی کے لئے فون کیا جا رہا ہے، کسی کو خط لکھ کر دیا جا رہا ہے، کسی کے لئے اپنے فرزندان گرامی کو ساتھ بھیج رہے ہیں۔ غرضیکہ غریب، مظلوم، ہاری و مزدوروں کے کام آنا انہوں نے اپنا وظیفہ حیات قرار دیا ہوا تھا۔

انہوں نے بڑی بڑی کانفرنسیں اور اجتماعات منعقد کرائے، جس میں صرف مدارس عربیہ کے اساتذہ وطلبا ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ عوام بھی کثیر تعداد میں ہوتے۔ انہوں نے جمعیت علما اسلام کو عوامی جماعت بنا دیا، یہی وجہ ہے کہ جب بھی سیاسی جماعتوں کی کوئی میٹنگ ہوتی موصوف اس میں ضرور ہوتے۔

گزشتہ دور میں آسیہ مسیح نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے خلاف دریدہ ذہنی کی۔ ایف آئی آر درج ہوئی، ایس پی انویسٹی گیشن نے اپنی تفتیش میں ملعونہ کو ملزمہ قرار دیا۔ کیس چلا ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ نے سزائے موت سنائی۔ سابق گورنر ملعونہ کو ملا اور اسے رہائی کا مژدہ سنایا۔ پی پی پی کی رکن پارلیمنٹ شیریں رحمٰن نے اسمبلی میں بل پیش کر دیا۔ اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر تمام مکاتب فکر اور مسالک کے علماء کرام، مشائخ عظام، سیاسی زعماء نے تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی تشکیل دی، جس نے پورے ملک میں جلسے، جلوس، مظاہرے اور ریلیاں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سکھر میں جلوس کا اعلان کیا، گھیوی بائی پاس سے گھنٹہ گھر تک ۵ کلومیٹر لمبا جلوس نکالا۔ موصوف نے ایک کلومیٹر پیدل سفر کیا، پھر ٹرک کی چھت پر سوار ہوئے، گھنٹہ گھر پہنچے تو چاروں طرف ایک کلومیٹر مربع میں لوگ ہی لوگ تھے، عورتوں اپنے مکانوں کی چھتوں پر غرضیکہ ہر طرف انسانی سر ہی سر نظر آئے۔ شہید ڈاکٹر صاحب نے ریلی سے ولولہ انگیز خطاب کیا۔

آتے جاتے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے دفتر تشریف لے آتے۔ سکھر میں سالانہ کانفرنس میں ہر سال شرکت فرماتے۔ ایک سال کسی وجہ سے نہ بلایا جا سکا تو از خود تشریف لے آئے اور آ کر مجمع میں بیٹھ گئے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے اصرار پر اسٹیج پر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ آج صرف کانفرنس میں سامع کی حیثیت سے شرکت کے لئے آیا ہوں۔ ساتھیوں کے اصرار پر آدھ گھنٹہ بیان بھی فرمایا اور بیان میں کہا کہ آج صرف شرکاء کانفرنس میں اپنا نام لکھوانے کے لئے آ گیا ہوں۔

سائٹ ایریا میں ۱۰۰ فٹ لمبی اور ۳۶ فٹ چوڑی مسجد بنوا رہے تھے، لنٹر پڑ گیا تھا، ۲۸؍نومبر کو قاسم پارک میں منعقدہ کانفرنس میں فرمایا کہ نفاذ شریعت کے لئے اگر جان دینے کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے اپنے سینہ پر گولی میں کھاؤں گا۔ رات ایک بجے آپ ہی کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ دعا میں تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! مجھے شہادت کی موت نصیب فرما۔ ایک بجے کے بعد مسجد مدرسہ میں تشریف لائے۔ صبح کی اذان خود دی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد بھی پڑھی ہوگی، معمول یہ تھا کہ پہلے گن مین گیٹ پر کھڑے ہوتے اور بعد میں ڈاکٹر صاحب تشریف لاتے، لیکن آج گن مینوں کو نہیں اٹھایا، جلدی جلدی مسجد میں تشریف لائے۔ سنتیں ادا کر رہے تھے کہ دوسری رکعت میں قاتلوں نے پیچھے سے آ کر پیٹھ میں چار گولیاں اتار دیں۔ طبی امداد ملنے سے پہلے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ☆☆☆

شہید ڈاکٹر خالد محمود سومرو اور

کیپٹن (ر) صفدر کی تقریر

مولانا زاہد الراشدی

ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید کے المناک قتل کا درد ملک بھر کے بیشتر حلقوں میں یکساں طور پر محسوس کیا گیا ہے اور ہر سطح پر اس کا اظہار ہوا ہے۔ قومی اسمبلی کے متعدد معزز ارکان نے یکم دسمبر کو ایوان میں اس المناک سانحے پر اپنے جذبات کا اظہار کیا، جبکہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے داماد اور مانسہرہ سے قومی اسمبلی کے رکن کیپٹن (ر) صفدر نے اس دکھ کو جس انداز میں پیش کیا ہے، اس میں اس سلسلہ میں قومی اضطراب کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ انہوں نے قاری محمد یوسف ایم این اے کے بعد مندرجہ ذیل خطاب کیا، جو ہمارے محترم دوست جناب حاجی عبداللطیف چیمہ نے قلم بند کیا ہے اور اسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے:

''.... قاری یوسف صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاؤں گا اور خالد محمود سومرو کی شہادت پر بات کروں گا۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی شہادت کسی ایک شخص کی شہادت نہیں ہے، کسی ایک جماعت کی شہادت نہیں ہے، کسی ایک فرد کی شہادت نہیں ہے۔ ایک عالم دین جو صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جارہا ہے اور سجدے میں اس کا سر ہے اور اس کو شہید کردیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر! اس سے کیا ہم سبق لیں گے؟ کس طرف ہم دیکھیں گے، کیا اس شخص کا قصور یہ تھا کہ وہ ننگے پاؤں چل کے مدارس میں حدیث پڑھنے گیا تھا، قرآن سیکھا، اب اللہ کے دین کو آگے پھیلا رہا تھا، آج اگر بات کریں تو ایسٹ انڈیا کمپنی والا نظریہ سامنے آرہا ہے، جب ایسٹ انڈیا کمپنی والے برصغیر میں آئے تو انہوں نے پہلی رپورٹ میں لکھا کہ: ان کے جو علماء ہیں، ان کو جو پڑھانے والے ہیں، ان کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ دکھانے والے ہیں، ان کی تذلیل کی جائے، ان کی محبتیں دل سے ختم کی جائیں اور جب علماء کی محبتیں دل سے ختم ہوئیں تو پھر ہمیں تاریخ بتاتی ہے مسلمانوں کی برصغیر کے اندر کتنی تذلیل ہوئی، اس لئے کہ ان کے دلوں سے علماء کی محبت نکل گئی تھی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''میری امت کے علماء نبیوں کے وارث ہیں، خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں۔''

جناب ڈپٹی اسپیکر! آج دل خون کے آنسو رو رہا ہے، ہم بھی انہی آستانوں، انہی ولیوں، انہی بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں۔ ہمارا دل دکھا کہ ایک شخص کے بیٹے کی شادی بھی ہے، وہ ایک شاعر نے بڑا اچھا کہا تھا:

اے شمر بد نہاد! ذرا ہاتھ روک لے
سجدے میں سر ہے، محو عبادت حسینؓ ہے

جب سجدے میں سر ہوتا ہے تو کون لوگ ان پر فائرنگ کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر! اس کو بہت دور تک دیکھنا پڑے گا، کل مجھے بڑا دکھ ہوا، ہمارے صوبے کا نام نہاد وزیر اعلیٰ پرویز خٹک کہتا ہے ہم علماء کو سڑکوں پر گھسیٹیں گے۔ کوئی مائی کا لال پیدا ہوا ہے جو ہمارے اماموں کو سڑکوں پر گھسیٹے؟ پرویز خٹک صاحب! کیا ہوا اگر آپ ناچ گانے کی محفل میں ذرا لیٹ پہنچ گئے، لوگ احتجاج کر رہے تھے، دل خون کے آنسو رو رہا تھا اور جناب ڈپٹی اسپیکر! ۲۹ نومبر ہمارے پاکستان اور صوبہ خیبر پختونخوا کے لئے ایک تاریخ ساز دن تھا جب پرائم منسٹر آف پاکستان تاشقند سے گوادر روڈ کی ابتداً آپ کے حلقے حویلیاں سے کر رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ شخص افتتاح پر آنے والے لوگوں کو خطاب کر رہا تھا، مگر اس کا دل دکھ رہا تھا، کیونکہ اس کے ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دوسری نشست پر نہیں تھے، جنہوں نے جانا تھا مگر اپنے ایک ساتھی کے شہید ہونے کے باعث وہ نہ جاسکے۔

جناب! اب وہ افتتاح کی تقریب بھی آہوں اور سسکیوں میں گزر رہی تھی۔

ڈاکٹر خالد ایک چھوٹی شخصیت نہیں تھے، ایک شخص کی شہادت ایک شخص کا قتل، پوری امت اور پوری انسانیت کا قتل ہے۔ یہ ہمارا دین کہتا ہے، اگر ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی چلی تھی تو انہی علماء کے قدموں کا فیض تھا کہ وہ تحریک چلی اور تاج برطانیہ کے خلاف بغاوت ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر! ذرا پیچھے چلیں، تحریک خلافت کا سہرا کس کے سر ہے؟ تحریک پاکستان کا سہرا کس کے سر ہے؟ لوگ کہتے ہیں ۷۳ء کا آئین، ۷۳ء کے آئین کے اندر تحریک تحفظ ختم نبوت کا سہرا بھی انہی لوگوں کے سر ہے۔ آج ان کی قبریں منور ہیں، میں اگر جاؤں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ہسٹری پر، حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی ہسٹری پر، شاہ احمد نورانی کی ہسٹری پر، بابا عبدالستار خان نیازی، جو پورا نیازی تھا، دوستو! آدھے راستے کا نیازی نہیں تھا۔ اس کی ہسٹری پر جاؤں تو آج ۷۳ء کے آئین کو جو رونق بخشی۔ آج لوگ اسے آئین کہتے ہیں، میں مقدس آئین کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر! ذوالفقار علی بھٹو ہوں، ہمارے علماء ہوں، رہتی دنیا تک اٹھا کے دیکھ لیں، یہ ان میں واحد آئین ہے جو ان علماء کی محنتوں کا (نتیجہ ہے) جن کی کاوشوں کا جن کی قربانیوں کا کہ ۱۹۵۳ء کی وہ مسلم مسجد جو خون سے نہلا دی گئی تھی، جس کا خون باہر سڑکوں پر آ گیا تھا کون لوگ تھے اس میں؟ یہی علماء تھے، جنہوں نے پاکستان بنایا تھا، جو پاکستان بچا رہے تھے، جو تحفظ ختم نبوت کے مجاہدین بن کر نکلے، آج ڈاکٹر خالد محمود کو پوری قوم، پوری امت سلام پیش کرتی ہے شہادت پر۔

یہ ہماری امت کے علماء جن کی اگر تذلیل ہوگی تو اس امت کی بھی تذلیل ہوتی رہے گی؟ اگر ان پیروں، بزرگوں، علماء کا احترام ہوگا تو پھر رہتی دنیا تک ہمارا احترام جاری رہے گا، میں آج بڑے دکھ کے ساتھ ان کی اولاد کو، ان کے مشن کو جاری رکھنے والوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ اللہ کا دین، حدیث پاک، اللہ کا قرآن ان راستوں سے پھیلتا رہے گا، ایک ڈاکٹر کی شہادت سے یہ نہیں رکے گا، انشاء اللہ تعالیٰ! کئی ڈاکٹر پیدا ہوں گے۔"

(روزنامہ اسلام کراچی، ۶ ردسمبر ۲۰۱۳ء)

تحریکِ ختمِ نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۱۰

مسعود ساحر

مرزا غلام قادیانی ملعون کی اصلیت تو اول روز ہی کھل چکی تھی اور اکابرین ملت، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر قربان ہونے کی خاطر میدان میں اتر چکے تھے اور اس بے علم اور کمزور کردار کے شخص میں کوئی ایسی خوبی نہ تھی، جو کسی پختہ عقیدہ رکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ البتہ انگریز حکومت کی پشت پناہی اس کا واحد اثاثہ تھا۔ اچھی نوکری اور غیر ملکی حکمرانوں تک رسائی کا ذریعہ بھی! تاہم انگریز نے جن مقاصد کی خاطر اس زہریلے پودے کی آبیاری کی، ان کے حصول کے لئے یہ جرثومہ پالا گیا۔ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کرنا ایسا ہی تھا جیسے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر سورج کا رخ مشرق سے مغرب کی جانب موڑنے کی آرزو کی جائے۔ انگریز کی غلامی کے دور میں ہی اس فتنے کے آگے ایسا بند باندھا گیا کہ حکومت کی سرپرستی، مسلمان عوام اور اکابرین کے خلاف طاقت کے استعمال اور قادیانی قبیلے پر نوازشات کی بارش کے باوجود اس کے اثرات محدود ہو کر رہ گئے۔ البتہ برصغیر کے بعض علاقوں میں اس کے پھیلنے کے اسباب دوسرے تھے، بالخصوص مہاراجہ کشمیر کا شاہی حکیم نور الدین کو مرزا غلام قادیانی کی علمی سرپرستی کے لئے مقرر کیا گیا اور کشمیر کے بعض اکابرین کی رائے یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی کی گمراہ کن تحریریں اور خود ساختہ الہامات حکیم نور الدین کی کاوش ہیں۔ تاہم کشمیر میں ختم نبوت پر ایمان رکھنے والے ایسے خدا پرست بھی ہوئے، جنہوں نے اپنے باپ دادا کی پیروی نہ کی، بلکہ بہن بھائیوں اور خاندان کے دوسرے افراد کو بھی کفر کے اسیر ہونے سے بچایا اور تحریک آزادی کشمیر کی رہنمائی کی، قائد اعظم کے قرب کا اعزاز پایا، دنیا انہیں رئیس الاحرار چوہدری غلام عباسؒ کے نام سے جانتی ہے۔

انگریزوں کے طویل دور اقتدار اور قیام پاکستان کے بعد نوکر شاہی میں قادیانیوں کی موجودگی کے باعث طویل قربانیوں کے باوجود امت مسلمہ کی یہ شدید آرزو تو پوری نہ ہو سکی کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا جائے، حالانکہ حقیقت یہ بھی ہے کہ تحریک پاکستان میں قادیانیوں نے مسلمانوں سے الگ خود ساختہ مذہب ماننے کا تحریری اقرار کیا۔ مرزا کی نبوت کو نہ ماننے والوں کو ''کافر'' قرار دیا۔ قیام پاکستان کے بعد سازشوں کا جال پھیلایا اور انگریز کے جو نمک خوار اقتدار پر مسلط ہوئے، انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قوت کے استعمال کا سلسلہ جاری رکھا۔ تحریک ختم نبوت کے قائدین کی قید و بند کی صعوبتیں جاری رہیں۔ تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

گو ۲۲رمئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر تشدد کا واقعہ ربوہ (اب چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر پیش آیا اور ملک بھر میں مسلمان آتش بجاں ہو گئے، پورے ملک میں مظاہرے ہوئے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی ہدایت پر تحریک برپا ہوئی۔ ۱۶رجون کو فیصل آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا۔ پورے ملک سے علماء، مشائخ اور سیاسی قائدین جمع ہوئے۔ حضرت آغا شورش کاشمیریؒ کی تحریک پر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو کنوینر منتخب کیا گیا۔ جس میں ہر مکتب فکر کے علماء و مشائخ، سیاسی قائدین کو شامل کیا گیا۔ بعد ازاں باقاعدہ انتخاب کے ذریعے حضرت بنوریؒ صدر، مولانا سید محمود احمد رضویؒ ناظم اعلیٰ، مولانا عبد الستار خان نیازیؒ، سید مظفر علی شمسیؒ اور مولانا عبد الواحدؒ نائب صدر مقرر ہوئے، جبکہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو نائب ناظم اور میاں فضل حق کو خازن منتخب کیا گیا۔

اس عرصے میں حکومت نے تحریک کو طاقت کے ذریعے دبانے کی اپنی سی کوشش کی۔ یہ پنجاب میں حنیف رامے کا دور حکومت تھا، جو اس تحریک کی اہمیت نہ سمجھتے ہوئے اسے محض سیاسی نوعیت کے مظاہرے سمجھتے رہے۔ پولیس نے آنسو گیس بھی استعمال کی۔ لاٹھی چارج اور گولی بھی چلائی۔ ''چٹان'' کا ڈیکلریشن منسوخ کیا۔ پریس ضبط کر لیا گیا۔ ہزاروں کارکن گرفتار ہوئے۔ ۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کو ۲۲ علمائے کرام اور سیاسی جماعتوں کے ارکان پارلیمنٹ نے قرارداد پیش کی، جس پر بعد ازاں ۱۵ مزید ارکان نے دستخط کئے۔ ابتدا میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو بوجوہ تذبذب کا شکار تھے۔ تاہم بعد میں انہوں نے اس دیرینہ مسئلے کو پارلیمنٹ میں لانے اور آئینی طور پر اس گمراہ گروہ کو جسد ملی سے کاٹ کر الگ کرنے کا اہتمام کیا۔ یہ کارروائی ۵ر

اگست ۱۹۷۴ء کو شروع ہوئی اور ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم منظور کی گئی، جس کے ذریعے قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

اس کے تحت آئین کی دفعہ ۱۰۶ شق ۳ میں لفظ ''فرقوں'' کے بعد ''قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص جو خود کو احمدی کہتے ہیں'' درج کئے گئے۔ اس کے علاوہ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق ۳ کا اضافہ ہوا کہ ''جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔''

۱۰ر اگست کو کارروائی کا آغاز ہوا، اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے توجہ دلائی کہ پورے انگلستان میں شہر شہر ایک قرارداد منظور کرائی گئی، جس میں ذریت کی بات کی گئی، جواب میں مرزا ناصر کا کہنا تھا کہ ''انبیاء علیہم السلام بعض اوقات سخت لفظ استعمال کرتے ہیں، قرآن مجید میں بھی بظاہر سخت کلامی ہے۔

اٹارنی جنرل: ''اس طرف نہ جائیں تو بہتر ہے۔''

مرزا ناصر: ''۱۶ر جنوری ۱۹۵۲ء کو کہا گیا دشمن مجبور ہو کر آغوش میں آگرے گا۔ آپ کا سوال ہے دشمن اور آغوش سے کیا مراد ہے؟ اس کا مخاطب سارے مسلمان نہیں، بلکہ وہ جو فساد کی خاطر نمایاں ہو کر سامنے آئے، آغوش میں آجائیں گے، ہمارے دوست بن جائیں گے۔''

اٹارنی جنرل: ''الفضل آپ کا ترجمان اخبار ہے۔ اس میں خونی مُلا کے متعلق فیئر انکوائری کا سوال ہوا۔ جواب آپ پڑھ دیں۔''

مرزا ناصر: ''وکیل نے ''خلیفہ ثانی'' سے سوال کیا کہ الفضل میں خونی مُلا کے نام ایک مقالہ شائع ہوا، جواب میں کہا گیا کہ وقت آگیا ہے کہ ان تمام علماء کے خون کا بدلہ لینے کا، تیرہ سو سال میں جو گزرے، جن کا شروع سے خونی مُلا قتل کراتے آئے ہیں۔ ان کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری سے، مُلا بدایونی سے، مُلا احتشام الحق تھانوی سے، مُلا محمد شفیع سے اور مُلا مودودی سے۔ مجھے تحریری شکایت ملی، میں نے جواب طلبی کی اور ایڈیٹر کو ہدایت کی کہ وہ اس کی تردید کرے۔''

اٹارنی جنرل: ''کیا وہ تردید آپ کے علم میں آئی؟''

مرزا ناصر: ''نہیں، ایک وقفہ کے بعد ۷ر اگست ۱۹۵۲ء میں ایک غلطی کا ازالہ کے عنوان سے کہا گیا کہ جن مولویوں کو مُلا کہا گیا، سب کو مُلا نہیں کہا گیا۔

سوال: ''جن لوگوں کو کہا گیا، کیا انہوں نے احمدیوں کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی تھی کہ احمدی مرتد اور واجب القتل ہیں۔''

مرزا ناصر: ''میں صرف یہ جانتا ہوں کہ مولانا مودودی نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا محمود نے باؤنڈری کمیشن میں نمائندہ بھیجا کہ جہاں پارسی اور عیسائی علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہیں، ہمیں بھی علیحدہ شمار کیا جائے۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا کلینڈر الگ الگ ہیں، مسلمانوں کا کلینڈر ہجری کہلاتا ہے۔ کیا احمدیوں کا بھی علیحدہ کلینڈر ہے؟''

مرزا ناصر: ''نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کے اخبارات میں ہجری سن کے ساتھ مرزائیوں کے بارہ مہینوں کے نام صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک، اخاء، نبوت اور فتح درج ہوتا ہے، یہ کیا ہے؟''

مرزا ناصر: ''ہجری کلینڈر ہے۔ افغانستان میں ایک کلینڈر ہے، احمدیوں کا بھی دل چاہا کہ ایک کلینڈر شروع کریں تو ان مہینوں کے نام رکھ دیے۔''

اٹارنی جنرل: ''ایک رسالہ درود شریف کے بارے میں ہے؟''

مرزا ناصر: ''میں نے پڑھا نہیں، دیکھا ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''مسلمان جو درود پڑھتے ہیں، اس میں تبدیلی کی گئی ہے؟''

مرزا ناصر: ''میری جماعت کا کوئی ایسا درود نہیں ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''یہ کتابچہ ہے، اسے دیکھئے۔''

مرزا ناصر: ''مجھے علم ہے، اس کتاب میں ہے، لیکن میری جماعت کا نہیں!''

اٹارنی جنرل: ''جس پریس نے یہ کتابچہ شائع کیا، وہ آپ کا نہیں؟''

مرزا ناصر: ''ہاں احمدی کا ہے۔''

اٹارنی جنرل نے مولانا ظفر احمد انصاری سے استدعا کی وہ پڑھ دیں۔ کارروائی میں تبدیل شدہ درود موجود ہے، تاہم اسے دہرانا مناسب نہیں۔

اٹارنی جنرل نے ۱۸۹۸ء کے واقعے کا حوالہ دیا، جس کے مطابق ایک احمدی جو سکھ سے احمدی ہوا، نام اس کا عبدالرحیم تھا، اس نے تبدیل شدہ درود پڑھنے پر ٹوکا کہ جس طرح حدیث میں آیا ہے، اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ایک حافظ محمد نامی احمدی نے غصہ سے کہا کہ آپ کو مجھے روکنے کا حق نہیں، منع کرتا تھا تو حضور مراد مرزا غلام احمد منع کرتے، مگر انہوں نے کبھی منع نہیں کیا۔

مرزا ناصر: ''کتاب میں ہوگا، مگر یہ ہمارا درود نہیں، ہم اسے نہیں پڑھتے۔''

(جاری ہے)

طرف متوجہ کیا۔ ناقص اور غیر شرعی نظام و نصاب تعلیم، فحاشی و عریانی کی یلغار، ملکی جغرافیہ کو لاحق خطرات، مذہبی جماعتوں کے انتشار، علماء کرام، طلباء عظام کی شہادت اور قاتلانہ حملے جیسے موضوعات زیر بحث رہے۔ نیز علماء کرام کی ذمہ داریاں اور موجودہ حالات میں علماء کے کردار کی شدید ضرورت جیسے موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اجلاس گویا زعماء ملت کو ان کے کارہائے منصبی اور فرائض کی طرف متوجہ کر رہا تھا، ہر مقرر کی تقریر اخلاص اور درد بھری تھی۔

اجلاس کی دوسری نشست کا آغاز نماز ظہر کے تقریباً ایک گھنٹہ کے وقفہ سے ہوا۔ اس نشست میں مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، مولانا سعید خان اسکندر بن ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا زاہد الراشدی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، حضرت مولانا سمیع الحق اور حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے خطاب کیا۔ مذکورہ بالا زعماء کے علاوہ اجلاس سے مولانا مفتی حمید اللہ جان، مولانا اللہ وسایا، حافظ حسین احمد، مولانا سید کفیل شاہ بخاری، مولانا عبدالمجید قاسمی، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا حبیب الرحمن درخواستی، مولانا سعید یوسف نے بھی اپنی اپنی آراء اور خیالات کا اظہار فرمایا۔

مولانا حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری صاحب نے اپنے خطبۂ صدارت میں شرکاء اجلاس سے اجلاس کو مؤثر، کامیاب اور مفید بنانے کی اپیل کی اور بلوچستان و کراچی کے حالات پر شدید افسوس کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے کراچی اور بلوچستان کو انسانیت کا مقتل قرار دیا۔ اسی طرح لادین قوتوں کی جانب سے ملک کو سیکولر ریاست بنانے، ملک میں فحاشی و عریانی کے کلچر کو فروغ دینے، مذہبی منافرت پھیلانے، ملک بھر میں ایک کروڑ چھبیس لاکھ طلباء و طالبات کو مخلوط تعلیم دینے، انہیں موسیقی جیسے مخرب اخلاق فن سکھانے پر کڑی تنقید کی۔ انہوں نے ان تمام اقدامات کو اسلام اور پاکستان کے خلاف بیرونی قوتوں کا ایجنڈا قرار دیا۔ انہوں نے دینی قوتوں کو ان کے فرائض منصبی کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں متحد و متفق ہونے کی جانب متوجہ کیا۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: کچھ سال قبل امریکہ یہ برملا اعلان کر چکا ہے کہ بیسویں صدی برطانیہ کے مفادات کے مطابق جغرافیہ کی تھی، جبکہ اکیسویں صدی امریکی مفادات کے مطابق جغرافیہ کی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ: وہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ وہ ایک نئی مشرق وسطی تشکیل دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ: اس مقصد کے لئے شیعہ سنی تنازعات کو فسادات کی شکل دی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ امریکہ کی ضرورت ہے، ہماری نہیں۔ امریکہ ہمیں مشتعل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ: حکمرانوں کو مذہبی امور سے کوئی دلچسپی نہیں، ہم نے سانحہ تعلیم القرآن کے بعد بار بار حکومت سے اس سلسلہ کے حل کے بات کی اور انہیں بتایا کہ اس سلسلہ کے حل کے لئے مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی کی سفارشات خود میاں نواز شریف کے وزارتِ علیا کے زمانہ کا مسالک کے درمیان معاہدہ اور گلگت بلتستان میں تمام مکاتب فکر کی مشاورت سے بننے والا قانون موجود ہے، انہیں نافذ کیا جا سکتا ہے، لیکن اتنے سال گزرنے کے باوجود حکومت نے ایسا کوئی اقدام نہیں اٹھایا۔ انہوں نے کہا کہ: قرار داد مقاصد اور آئین پاکستان ہمارے اکابر کی کوششوں اور کاوشوں سے بنا۔ انہوں نے کہا کہ: مسلک دیوبند اس وقت عالمی قوتوں کا ہدف ہے، وہ مسلک دیوبند کو دہشت گرد اور انتہا پسند قرار دے رہے ہیں، حالانکہ مسلک دیوبند ۲۰۱۱ء سے تمام جماعتوں اور اداروں کے متفقہ فیصلہ کے نتیجہ میں اعلان کر رہا ہے کہ پاکستان میں مسلح جدوجہد مفید نہیں ہے، اس لئے دیوبندی علماء کو شہید کیا جا رہا ہے، مجھ پر تین حملے ہوئے ہیں، میرا کیا قصور ہے؟ ہمیں متحد ہونا ہوگا۔ ہمیں بین الاقوامی طور پر چائنا کی ترقی سے فائدہ اٹھانا چاہیے، جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مملکت روم سے ہمدردی فرمائی، ہمیں بھی چائنا سے تعلق درست کرنا ہوگا۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: مسلک دیوبند نشانہ پر ہے اور ہم پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ہم اکابرین کے وارث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ: جہاد علماء دیوبند کا شیوہ رہا ہے، البتہ جہاد کی مختلف شکلیں ہیں، ہم جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ: اس اتحاد میں تبلیغی جماعت اور خانقاہوں کو بھی شامل کیا جائے، انہوں نے اس اتحاد کو مبارک اور وقت کی ضرورت قرار دیا۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آج کا اجلاس اپنے محاسبہ کا اجلاس ہے، جن

لوگوں کو باہم رفیق ہونا چاہیے تھا، وہ فریق بن چکے ہیں۔ باہمی فاصلے فیصلوں پر اثر انداز ہیں۔ ہم اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھارہے، حالات کے ہم خود ذمہ دار ہیں، ہم قیمتی جانوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ اتحاد کے لئے دو چیزیں نہایت ہی ضروری ہیں: ۱:......اخلاص ، ۲:......تواضع۔ اصاغر کو اکابر کی اتباع میں چلنا ہوگا، نہ یہ کہ اصاغر اکابر کو اپنے پیچھے چلانے کی کوشش کریں۔ آج سب لوگ اس اجلاس کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں، ہمیں بھی وقفہ اجلاس میں دو رکعت نماز صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر کامیابی کے لئے دعا مانگنی چاہیے۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں جنرل سیکرٹری اہل السنت والجماعت نے کہا کہ: ہمیں دنیا بھر کے مظلوم سنی مسلمانوں کے لئے پر امن جدو جہد کرنی چاہیے اور ان کے لئے آواز اٹھانا چاہیے، ہم سب سے زیادہ نشانہ پر ہیں، لیکن شیخ الہند کی روحانی اولاد ان چیزوں سے گھبرانے والی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ: ہم میں سے ہر ایک کی تکلیف سب کی تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر جماعت کے مزاج و مذاق کی رعایت رکھی جائے، جمعیت، تبلیغی جماعت، ختم نبوت، وفاق المدارس کے پروگراموں میں ہر ایک کے مزاج و مذاق کے مطابق شرکت کرنی چاہیے۔ ایسے ہی اہل السنت والجماعت کے مذاق و مزاج کی بھی رعایت رکھی جائے۔ انہوں نے کہا کہ: ہماری جماعت کے بے شمار لوگ شہید کیے گئے، دو دو بھائی بھی اکٹھے شہید ہوئے، ہم سب متحد ہیں۔

اجلاس میں متفقہ طور پر تمام مذہبی جماعتوں اور اداروں کے سربراہوں پر مشتمل سپریم کونسل کی تشکیل کا اعلان کیا گیا، جس کی سربراہی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سربراہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کے سپرد کی گئی جو مذکورہ بالا آٹھ نکات کے لئے جملہ جماعتوں اور اداروں کو متحد کر کے جدو جہد آگے بڑھائیں گے۔

اس کے علاوہ اس اجلاس میں ایک گیارہ رکنی رابطہ کمیٹی بنانے کا بھی فیصلہ کیا گیا جس کے سربراہ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری ہوں گے، جو سپریم کونسل کی راہ نمائی میں اس کے طے کردہ لائحہ عمل اور طریق کار پر عمل درآمد کے لئے ضروری امور سرانجام دے گی اور دیگر مسالک کی جماعتوں کے قائدین سے بھی رابطہ کرے گی۔ یوں یہ اجلاس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

ان تمام جماعتوں کا اس ایجنڈے پر متحد و متفق ہونا نہ صرف دینی، سیاسی و مذہبی طبقہ کے لئے ایک بہت بڑی خوش خبری اور خوش آئند اقدام ہے، بلکہ یہ پوری پاکستانی قوم کی آواز بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس اتحاد کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور دشمنوں و شریروں کے شر سے اس کی حفاظت فرمائے۔

کسی جماعت یا اتحاد کے لئے کن باتوں کو اہمیت ہونی چاہیے یا اس کے کیا راہنما اصول اور مختصر دستور العمل ہونا چاہیے، اس بارہ میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

''۱:......شورائیت: کسی بھی قسم کا دینی، دنیاوی یا سیاسی قدم اٹھائیں تو اہل خیر و صلاح اور اہل دانش و خرد سے مشورہ کیے بغیر نہ اُٹھائیں اور اہل شوریٰ میں سے ہر شخص نہایت اخلاص کے ساتھ فی مابینہٗ وبین اللہ اپنا مشورہ دے، اپنی بات منوانے کی فکر نہ کرے، نہ اپنی رائے پر خواہ مخواہ کا اصرار کرے، اگر صحیح اسلامی شوریٰ پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ! بہت سی گمراہیوں اور فتنوں کا سد باب ہوسکتا ہے، ان سب میں بڑا فتنہ عجب اور اعجاب بالرأی کا ہے۔ الغرض مخلصین کے لئے لازم ہے کہ اپنی رائے پر اصرار نہ کریں، بلکہ اپنی رائے کو متہم سمجھیں، مبادا اس میں نفس و شیطان کا کوئی خفی کید چھپا ہوا ہو۔

۲:......اعتدال: اگر پوری کوشش کے باوجود سب کی رائے متفق نہ ہو سکے اور اہل حق کی دو جماعتیں وجود میں آ ہی جائیں تو ہر جماعت اپنے کو قطعی حق پر اور دوسرے کو قطعی باطل پر نہ سمجھے، زیادہ سے زیادہ جس بات کی گنجائش ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے مؤقف کو ''صواب محتمل خطاً'' اور دوسرے کے مؤقف کو ''خطا محتمل صواب'' سمجھے اور دونوں طرف سے برابر یہ خواہش رہنی چاہیے اور کوشش بھی کہ تمام اہل حق ایک کلمہ پر متفق ہو جائیں۔

۳:......حکایات و شکایات سے احتراز: آج کل پروپیگنڈے کا دور ہے، پروپیگنڈے کے کرشمہ سے رائی کو پربت اور تنکے کو شہتیر بنا کر پیش کیا جاتا ہے، غلط افواہیں اور جھوٹی خبریں پھیلا کر ایک دوسرے کے درمیان منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو شخص اس فتنہ سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کے لئے

ضروری ہے کہ جب تک کسی حکایت وشکایت کے صحیح ہونے کا پورا وثوق نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر کان نہ دھرے، نہ اس پر کوئی کارروائی کرے۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے لوگوں نے شکایت کی کہ ابن ملجم آپ کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے اور قتل کی دھمکیاں دیتا ہے، آپ اسے قتل کرا دیجئے، فرمایا: ''کیا میں اپنے قاتل کو قتل کردوں''؟

اسی طرح اس قسم کی حکایات وشکایات کو نقل کرنا بھی امت کو فتنے میں ڈالنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اسی قسم کے فتنوں کے بارے میں ہدایت فرمائی تھی:

''ستکون فتن، القاعد فیھا خیر من القائم، والقائم فیھا خیر من الماشی، والماشی فیھا خیر من الساعی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، ج:۲، ص:۱۰۴۸، ط: قدیمی)

ترجمہ: ''بہت سے فتنے ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔''

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

''النائم فیھا خیر من الیقظان والیقظان فیھا خیر من القائم''۔ (الصحیح لمسلم)

ترجمہ: ''جو اُن میں سو رہا ہوگا وہ جاگنے والے سے بہتر ہوگا اور جو جاگ رہا ہوگا وہ اُٹھنے والے سے بہتر ہوگا۔''

ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ میرے کسی قول وعمل سے امت کے درمیان افتراق کی خلیج وسیع نہ ہو، نیز اہل حق کو اس بات سے چوکنا رہنا چاہیے کہ اہل باطل ان کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اپنا اُلو سیدھا نہ کرسکیں۔ جب اہل حق آپس ہی میں لڑنے لگتے ہیں تو اہل باطل کے لئے میدان صاف ہوجاتا ہے، اس لئے اہل حق کو اہل باطل کے ہاتھ کا کھلونا نہیں بننا چاہیے کہ جوش میں اپنوں ہی کو بدنام کرنے لگیں، افسوس ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مرض یہی ہے کہ اپنوں سے بدگمانی رکھیں گے اور حق کے نام پر اہل حق سے لڑیں گے لیکن اہل باطل کے ساتھ مسامحت اور رواداری برتی جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

۴:...... اکرام واحترام: ایک مسلمان اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اکرام واحترام کا مستحق ہے اور ہماری باہمی رنجشوں سے اس کے احترام کا حکم منسوخ نہیں ہوجاتا۔ سنن ابوداؤد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

''إن من إجلال اللّٰہ تعالٰی إکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ وإکرام السلطان المقسط۔'' (مشکوٰۃ، کتاب الآداب، ج:۲، ص:۴۲۳)

تین چیزیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں داخل ہیں: سفید ریش مسلمان کی عزت کرنا، حامل قرآن کی عزت کرنا، جو نہ قرآن میں غلو کرے نہ بے پروائی کرے اور عادل حاکم کی عزت کرنا۔

بہرحال اختلاف کی بنا پر کسی بھی مسلمان کی ہتک عزت جائز نہیں اور خاص طور پر علمائے دین کی بے حرمتی کرنا تو بہت ہی بری بات ہے۔ کوئی مخلص عالم دین ایک رائے رکھتا ہو تو اس پر سب وشتم کرنا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقام کا نہایت خطرہ ہے، ایسا شخص مخذول اور بے توفیق ہوجاتا ہے اور ایمان کی سلامتی مشکل ہوجاتی ہے۔'' (بصائر وعبر، جلد اول، ص:۱۰۶-۱۰۷، ط: مکتبہ بینات)

اگر ان اصولوں اور باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا اور اس کے مطابق عمل وکوشش کی گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ! کامیابی مقدر ہوگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد ونصرت ہمارے شامل حال رہے گی۔

اللّٰھم انصر من نصر دین سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم واجعلنا منھم

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ أجمعین

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قریبی عزیز، سابق قادیانی مربی

جناب محمد نذیر کے قبولِ اسلام کی سرگزشت

آخری قسط

منصور اصغر راجہ

اسلام قبول کرنے والے سابق قادیانی مربی محمد نذیر نے بتایا کہ:

''چناب نگر میں جماعت احمدیہ نے ریاست کے اندر ریاست قائم کر رکھی ہے۔ وہاں ان کا اپنا پولیس اور عدلیہ کا متوازی نظام ہے۔ دفتر امور عامہ تھانے اور دفتر عمومی پولیس چوکی کا درجہ رکھتے ہیں۔ جہاں باقاعدہ ٹارچر سیل بنے ہوئے ہیں۔ ان کا عدالتی نظام ایسے ہی ہے جس طرح ملک بھر میں عدالتی نظام کے چار درجے ہیں۔ سول کورٹ، سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ۔ بالکل اسی طرح چناب نگر میں جماعت احمدیہ کے عدالتی نظام کے بھی چار درجے ہیں۔ قادیانی وکلا وہاں پیش ہوکر بحث میں حصہ لیتے ہیں۔ قادیانی ججز چھٹی کے روز وہاں فرائض انجام دیتے ہیں اور آخری اپیل مرزا مسرور کے پاس کی جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ چناب نگر میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ قادیانیوں کی ایک قابل ذکر تعداد ایسی ہے جو وہاں سے نکلنا چاہتی ہے۔ لیکن ان کی معاشی و سماجی مجبوریاں آڑے آ رہی ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر آج حکومت چناب نگر کو اوپن سٹی قرار دیتے ہوئے وہاں کے مکینوں کو جائیداد کے مالکانہ حقوق اور جان و مال کا تحفظ فراہم کرے تو ۲۵ فیصد قادیانی ابھی مسلمان ہو جائیں گے۔

جماعت احمدیہ کی قیادت کی علمی قابلیت کا یہ حال ہے کہ ۱۹۹۹ء میں جب میری شادی ہوئی تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میرا نکاح مرزا مسرور پڑھائیں، جو اس وقت ابھی خلیفہ نہیں بنے تھے۔ بلکہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی جماعت احمدیہ پاکستان تھے۔ میں نے جب ان کے پاس حاضر ہوکر نکاح پڑھانے کی درخواست کی تو وہ پریشان ہوگئے۔ تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہے اور پھر بڑی سنجیدگی سے بولے: ''آپ میری انگلی پکڑو اور مجھے جامعہ احمدیہ میں داخل کرا آؤ۔ پانچ سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد میں آپ کا نکاح پڑھانے کے قابل ہو جاؤں گا۔''

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی ۲۰۱۴ء)

ائمہ وخطبا حضرات کا ماہانہ اجلاس

کراچی.... (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام ائمہ وخطباء حضرات کا اجلاس ہوا۔ اجلاس جامعہ تعلیم القرآن والسنہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا خان محمد ربانی مدظلہ نے کی۔ اجلاس کا آغاز مولانا محمد طاہر کی تلاوت سے ہوا۔ راقم نے اجلاس کا ایجنڈا پیش کیا کہ ربیع الاول میں گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مساجد میں ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔ ائمہ حضرات نے اس حوالے سے مکمل یقین دہانی کرائی کہ انشاء اللہ! اس سال بھی پروگرامات منعقد کیے جائیں گے۔ اجلاس کا دوسرا ایجنڈا یہ تھا کہ علاقہ میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے خطبا حضرات کو دعوت دی جائے۔ اس پر بھی تمام ائمہ کرام نے اتفاق کرتے ہوئے اس عمل کو خوش آئند قرار دیا اور الحمدللہ! اس حوالے سے تیاریاں شروع کردی گئی ہیں۔ اجلاس کے آخر میں جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے مہتمم مولانا قاری شبیر احمد عثمانی مدظلہ نے کہا کہ تمام حضرات اتفاق واتحاد کے ساتھ علاقہ میں کام کریں۔ خصوصاً اپنی مساجد کے نوجوانوں کو دین کے ساتھ مزید جوڑیں، لوگوں کے ساتھ میل جول رکھیں ان کے مسائل کو حل کریں۔ اجلاس میں مولانا قاری محمد صدیق سواتی، مولانا نصر من اللہ فردوس مسجد، مولانا مسعود خان مقدس مسجد، مولانا محمد فیصل خلفاء راشدین مسجد، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا محمد بلال، مولانا عبدالجلیل، مولانا عبدالرؤف مبلغ عالمی مجلس ختم نبوت، مولانا مفتی محمد تقی الراعی، مولانا محمد قیصر، حافظ ابوبکر نعمانی، مولانا امجد خان اور دیگر ائمہ کرام نے شرکت کی۔ اجلاس کا اختتام یادگار اسلاف مولانا خان محمد ربانی مدظلہ کی دعا پر ہوا۔
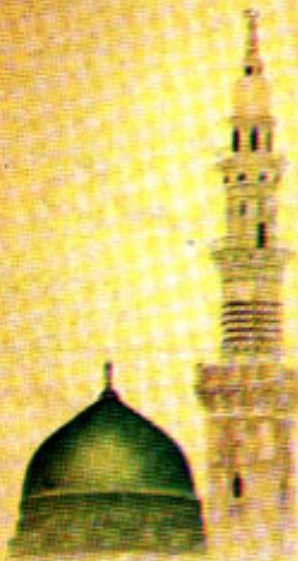
قادیانیت کے خلاف اُمتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ
فتاویٰ ختمِ نبوتؐ
(۳ جلدیں)
تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن
ترتیب
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ
تحقیق وتخریج
زیرنگرانی
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُرّیت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔
1000/-
★ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومُبلّغین کے لئے معین ومددگار
★ دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
★ علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت
شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی
021-32780337, 021-34234476
اسٹاکسٹ
مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502